احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

ستمبر 2018ء

''ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین رضی اللہ عنہ''

امانت، عدل، صبر، وفا، تقویٰ اور ایثار کا نام ''حسینیت'' ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

''انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی''

شیخ الاسلام کا دورۂ یورپ، خصوصی رپورٹ

خلیفہ دوم
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
خصوصی تحریر

وسائل محدود
مقابلہ سخت

قیام امن کے لئے
انقلابی لائحہ عمل

ڈائریکٹوریٹ آف ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کے زیر اہتمام ایوارڈز تقریب

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد شمارہ 9 / ذوالحجۃ 1439ھ - محرم 1440ھ / ستمبر 2018ء

حسن ترتیب

(اداریہ) وسائل محدود، مقابلہ سخت اور وقت تھوڑا	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
(الفقہ) غمِ حسینؓ میں آنسو بہانا جائز ہے!	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
حضرتِ سیدنا عمر فاروقؓ: مثالی نظامِ حکومت	عین الحق بغدادی	16
قیامِ امن کیلئے انقلابی لائحہ عمل	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	20
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دورۂ یورپ	رپورٹ: محمد یوسف منہاجین	26
فروغِ امن اور انسدادِ دہشت گردی کا اسلامی نصاب	محمد فاروق رانا	33
'فضائلِ اہل بیتِ اطہار علیہم السلام' پر شیخ الاسلام کی تصانیف	محمد فاروق رانا	37

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی
ایڈیٹر: محمد یوسف
ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

وہی مجھ کو قلم دے گا، وہی حرفِ ثنا دے گا
وہی اوراقِ تشنہ کو سمندر کی ہوا دے گا

کرم کے پھول رکھیں گے وہ ہر سائل کے ہاتھوں پر
شفاعت کا علم محشر کے دن اُن کو خدا دے گا

محمدؐ کے وسیلے سے مَیں جب مانگوں گا تو مالک
مجھے طشتِ محبت میں زرِ خاک شفا دے گا

مرے کھیتوں پہ ہریالی کی دے کر پھول سی چادر
مرے گندم کے خوشوں کو ستاروں کی ضیا دے گا

کبھی تو جاگنا ہوگا مرے اندر کے انساں کو
وگرنہ وقت ہر پہچان کی مشعل بجھا دے گا

غبارِ روز و شب سے وہ نکالے گا مجھے اک دن
مرے زندہ مسائل کی وہ دیواریں گرا دے گا

سکھائے گا مجھے آداب پیغمبرؐ کی محفل کے
مجھے بھی جاں نثارانِ نبیؐ کی اقتدا دے گا

مری نسلوں کو رکھے گا حصارِ ابرِ رحمت میں
مرے بچّوں کو وہ عشقِ امام الانبیاءؐ دے گا

تلاشِ عظمتِ رفتہ میں نکلوں تو سہی گھر سے
مجھے وہ ہر قدم پر روشنی کا دائرہ دے گا

وہی پھولوں سے بھر دے گا جلی شاخوں کے دامن کو
وہی بستی کے ہر نادار کو صبر و رضا دے گا

وہی ابنِ علیؓ کی استقامت کے حوالے سے
ریاضؔ آدم کے بیٹوں کو شعورِ کربلا دے گا

(ریاض حسین چودھری)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

تیرے غم میں جو نہ گزرے بے کار زندگی ہے
تجھے یاد کرتے رہنا یہی شانِ بندگی ہے

اے مرے کریم مجھ پر بھی کرم نوازیاں ہوں
کہ تیرے کرم کا چرچا گھر گھر گلی گلی ہے

عرب و عجم کے والی، میں نہ جاؤں در سے خالی
ترے در پہ جو بھی آیا، اسے ہر خوشی ملی ہے

ترے رخ پہ کیا سجے ہیں یہ، تجلیوں کے سہرے
جو ہے رونقِ دو عالم، ترا حسنِ سرمدی ہے

شبِ غم کے گیسوؤں نے مجھ پر کیا تھا سایہ
تیرا نام لب پہ آیا تو مری شامِ غم ٹلی ہے

دامن سجا کے جائیں اشکوں کے موتیوں سے
دربارِ مصطفیٰؐ میں جس جس کی حاضری ہے

ہیں یہ نام مصطفیٰؐ کی سبھی عزتیں نیازیؔ
ورنہ تیرے جہاں میں اچھوں کی کیا کمی ہے

(عبدالستار نیازی)

اداریہ

وسائل محدود، مقابلہ سخت اور وقت تھوڑا

25 جولائی 2018ء کے عام انتخابات کے نتائج آ چکے، انتخابی نتائج کے مطابق تحریک انصاف کے امیدوار دیگر جماعتوں کی نسبت زیادہ تعداد میں کامیاب ہوئے اور تین دہائیوں سے کسی نہ کسی شکل میں اقتدار میں رہنے والی جماعتوں اور اتحادوں کو شکست ہوئی۔ تحریک انصاف نے آزاد اراکین اور دیگر چھوٹی پارلیمانی جماعتوں کو ساتھ ملا کر اپنی انتخابی عددی برتری کو اکثریتی پارلیمانی جماعت میں تبدیل کیا، تحریک انصاف کو وفاق کے ساتھ ساتھ خیبرپختونخوا اور پنجاب میں بھی حکومت بنانے کا موقع ملا ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عمران خان اور تحریک انصاف کو انتخابی کامیابی پر مبارکباد دی اور نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عمران خان وفاق کے ساتھ پنجاب میں بھی حکومت بنائیں۔ سربراہ عوامی تحریک نے عمران خان کی ''وکٹری سپیچ'' کو بھی سراہا اور کہا کہ عمران خان نے تقریر میں جو ایجنڈا دیا ہے اس ایجنڈے پر عملدرآمد کے حوالے سے ہم ان کا ساتھ دینگے۔ انہوں نے اپنے مبارکبادی پیغام میں اس امید کا اظہار کیا کہ پاکستان کے عوام سیاسی، سماجی، معاشی شعبوں میں جس ریلیف اور تبدیلی کے آرزومند ہیں نئی حکومت ان عوامی توقعات پر پورا اترنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔

ایک طویل عرصے کے بعد سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کے اقتدار کا خاتمہ ہوا اور یہ خاتمہ ہوا کے خوشگوار جھونکے کی طرح ہے، پنجاب میں اشرافیہ مسلسل 10 سال اقتدار پر قابض رہی اور وفاق میں مسلسل پانچ سال بلاشرکت غیرے حکومت کرتی رہی۔ ملکی تاریخ کا یہ عرصہ اقتدار بعض حوالوں سے انتہائی تکلیف دہ اور ناخوشگوار واقعات سے عبارت ہے۔ اشرافیہ کے اقتدار کے دوران 17 جون 2014ء کا سانحہ ہوا جس میں 100 لوگوں کو گولیوں سے چھلنی اور 14 کو شہید کیا گیا، ملکی تاریخ کا یہ واحد سانحہ ہے جس میں ریاستی ادارے پولیس نے سابق حکمرانوں کے ایماء پر نہتے اور پرامن سیاسی کارکنوں پر آگ اور بارود کی بارش کی اور ماڈل ٹاؤن لاہور کا علاقہ 14 گھنٹے تک مقبوضہ کشمیر اور غزہ کا منظر پیش کرتا رہا۔ اگر شریف حکومت سانحہ میں براہ راست ملوث نہ ہوتی تو یقیناً سانحہ کے 24 گھنٹے کے اندر اندر نہتے شہریوں کی جانیں لینے والے تمام ملزمان قانون کے کٹہرے میں کھڑے ہوتے چونکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں شریف برادران براہ راست ملوث تھے اس لیے آج چار سال گزر جانے کے بعد بھی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو انصاف نہیں مل سکا۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے مبارکبادی پیغام میں عمران خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو انصاف دلوانا بھی ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

بلاشبہ عمران خان اور تحریک انصاف کے مرکزی وصوبائی رہنما سانحہ کی مذمت کرنے اور شہداء کے ورثاء کی اخلاقی مدد میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور ہر موقع پر انہوں نے بلاتاخیر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کی فراہمی کا مطالبہ بھی کیا، ٹی وی ٹاک شوز اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے حوالے سے عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹریٹ میں ہونے والی ''اے پی سیز'' اور اجلاسوں میں بھی حصول انصاف کی جدوجہد کی حمایت کی جاتی رہی ہے۔ گزشتہ پنجاب اسمبلی میں تحریک انصاف کے اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے بھی فلور آف دی ہاؤس پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کی مذمت کی اور شریف حکومت کو سانحہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے ان کے ٹرائل کا مطالبہ کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اب تحریک انصاف کو عوام نے حکومت کرنے کا مینڈیٹ دیا ہے اور بطور اپوزیشن تحریک انصاف، انصاف کی فراہمی کے حوالے سے جو کردار ادا نہیں کر سکتی تھی اب بطور حکمران وہ اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ بہت سارا شہادتی مواد پولیس اور ملکی اداروں کے پاس موجود ہے جو بارہا مانگے جانے کے باوجود شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو نہیں ملا۔ مثال کے طور پر جسٹس باقر نجفی کمیشن کی

رپورٹ تو ملی مگر اس سے ملحقہ دستاویزات جن میں بیان حلفی کی کاپیاں شامل تھیں وہ نہیں ملیں۔ اسی طرح سابق حکومت کی ڈی جے آئی ٹیز کی مکمل دستاویزی پروسیڈنگ بھی نہیں دی گئی۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے موقع پر جس پولیس نفری نے اس قتل عام میں حصہ لیا ان کے متعلق بھی معلومات چھپائی گئیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ سرکاری ادارے پراسیکیوشن کے ذریعے مظلوموں کی مدد کریں اور مطلوبہ دستاویزی ریکارڈ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو ملنا چاہیے اور یہ ریکارڈ عدالت کے سامنے آنا چاہیے۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ عمران خان نے اپنی وکٹری سپیچ میں سادگی اختیار کرنے اور عام آدمی کو ریلیف دینے کی بات کی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ عام آدمی کو ریلیف دینے کی پالیسیوں کو مرکزیت حاصل ہونی چاہیے۔ زرعی اناج بالخصوص گندم پیدا کرنے والے ملک میں روٹی انتہائی مہنگی بک رہی ہے، غریب خاندان اتنی مہنگی روٹی، دال، سبزیاں خریدنے کی سکت نہیں رکھتے، مہنگائی کو کنٹرول کرنے کیلئے کسی غیر ملکی قرضے یا بجٹ کی ضرورت نہیں ہے، حکومتی مشینری کو متحرک کر کے اور کرپشن زدہ ذہنیت کو لگام ڈال کر مصنوعی مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

حکومت اپنے پہلے 100 دنوں میں اگر عام آدمی کو ریلیف دینا چاہتی ہے تو مصنوعی مہنگائی اور بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کو کنٹرول کرے۔ اس کے علاوہ دور رس پالیسیوں میں تعلیم، اورصحت کے شعبے کو اہمیت دی جائے، سرکاری تعلیمی شعبے کو بنیادی سہولیات سے ہم کنار کر کے اور ہسپتالوں کے اندر بنیادی انفراسٹرکچر اور مطلوبہ سٹاف اور مشینری مہیا کر کے غریب مریضوں کو فوری اور معیاری علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کی جا سکتی ہیں۔ پاکستان کی 50 فیصد سے زائد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے اور افسوس اسی ملک کے اندر تعلیم اور صحت کے کاروبار منشیات فروشی کے مکروہ دھندے سے بھی زیادہ منافع بخش کاروبار بن چکے ہیں۔ ان سماجی برائیوں کے سدباب کیلئے بجٹ سے زیادہ قوت ارادی اور مستقل مزاجی درکار ہے۔

پاکستان کو کچھ ایسے مسائل بھی درپیش ہیں جن کی طرف فوری توجہ کی بھی ضرورت ہے، ان میں بین الاقوامی تعلقات بالخصوص اسلامی دنیا کے ساتھ سرد مہری کا شکار تعلقات کو بہتر اور بامقصد بنانا، غیر ملکی قرضے، انتہا پسندی، دہشتگردی، غیر فعال اور کرپٹ بیوروکریسی کا قبلہ درست کرنے جیسے مسائل شامل ہیں۔ نئی حکومت کو اپنے کام کا آغاز جملہ اداروں کے سربراہان کے ازسرنو تقرر سے کرنا چاہیے۔ جب تک بیوروکریسی کا قبلہ درست نہیں ہوگا۔ ایماندار اور درد دل رکھنے والے تجربہ کار بیوروکریٹس آگے نہیں لائے جائینگے تو تب تک تبدیلی کے حقیقی اثرات اور ثمرات سے عام آدمی محروم رہے گا۔

سابق حکمرانوں نے اہم سرکاری اداروں، کارپوریشنوں اور محکموں میں خاندانی نمک خواروں کو بٹھا کر اداروں کا بھٹہ بٹھا دیا، آج ریلوے، پی آئی اے، سٹیل ملز جیسے دیگر ادارے نااہلی اور اقرباپروری کی وجہ سے قومی خزانہ سالانہ 500 ارب روپے خسارہ برداشت کر رہا ہے۔ سابق حکمرانوں کا یہ طریقہ واردات رہا ہے کہ وہ منافع میں چلنے والے اداروں کو خسارے میں چلنے والے ادارے بناتے ہیں اور پھر اس کے خسارے سے جان چھڑانے کے نام پر قومی اداروں کو اپنے ہی حواریوں کے ہاتھ اونے پونے فروخت کر دیتے تھے۔ اب اگر محکموں اور اداروں کو خسارے سے نکال کر پاؤں پر کھڑا کرنا ہے تو پھر پہلے مرحلے میں ایماندار سربراہان کا تقرر عمل میں لانا ہوگا۔ کسی بھی حکومت کی پالیسیوں پر عملدرآمد بیوروکریسی کرتی ہے، قومی جسم میں بیوروکریسی کی حیثیت دل جیسی ہے، اگر دل ٹھیک طرح سے کام کرے گا تو پورے جسم میں صاف خون کی ترسیل بلاتعطل جاری رہے گی اور اگر دل خراب ہوگا تو پھر جسم کی موت یقینی ہے۔ اس وقت عام آدمی کو ریلیف دینے کیلئے مصنوعی مہنگائی کو ختم کرنے کے بعد تعلیم، صحت اور روزگار پر خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ غریب خاندان اپنے بچوں کی مناسب تعلیم و تربیت کی وجہ سے بے پناہ مشکلات کا شکار ہیں۔ اسی طرح ہسپتالوں کے نظام کو بہتر بنانے پر زیادہ سے زیادہ وسائل مختص کرنا ہونگے۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ وسائل محدود، توقعات بہت زیادہ اور وقت قلیل ہے (چیف ایڈیٹر)

”ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ“

سیدنا امام حسینؓ کی سوچ ”حق طاقت ہے“ کے اصول پر قائم ہے

امانت، عدل، صبر، وفا، تقویٰ اور ایثار کا نام ”حسینیت“ ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا علمی و فکری خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین..........معاون: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۱۵۴)

”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مُردہ ہیں، (وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں“۔

خانوادۂ رسول ﷺ کی مقدس ہستیوں کی شہادت نے میدانِ کربلا کو جو مقام و مرتبہ اور عالمِ اسلام و عالمِ انسانیت کو جو سوچ و فکر عطا کی ہے، اس فلسفہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ واقعہ محض واقعہ نہ رہے بلکہ ایک ابدی حقیقت کے طور پر سمجھ میں آجائے۔ واقعہ کربلا کے اندر دو فلسفے آپس میں ٹکراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک طرف یزید کا فلسفہ اور اس کی سوچ و فکر تھی اور دوسری طرف امام حسینؓ کا فلسفہ اور ان کی سوچ و فکر ہے۔ اسی فلسفہ اور سوچ و فکر کی بناء پر امام حسینؓ کے نظریہ و فلسفہ کو ”حسینیت“ کا نام دیا جاتا ہے اور یزید کا فکر و فلسفہ ”یزیدیت“ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

واقعۂ کربلا کے پسِ منظر میں یزید کی سوچ و فکر یہ تھی کہ طاقت ہی حق ہے یعنی جس کے پاس طاقت ہے وہ حق پر ہے۔ اسی کی پیروی، تابعداری اور معاونت کی جائے اور اس سے ہر صورت سمجھوتہ کرتے ہوئے اس کا ساتھ دیا جائے۔ گویا طاقت کی تائید کرکے اور اس سے تائید لے کر زندگی گزاری جائے۔

یزید کی اس فکر کے برعکس امام حسینؓ کی سوچ و فکر یہ تھی کہ طاقت حق نہیں بلکہ حق ہی طاقت ہے۔ لہذا نہ تو طاقت کی پرستش کی جائے اور نہ ہی اس کا ساتھ دیا جائے، بلکہ حق کا ساتھ دیا جائے۔ حق کا ساتھ دیتے ہوئے اگر طاقت علمبردارانِ حق کو کچل بھی دے، تب بھی یہ گھاٹے اور خسارے کا سودا نہیں بلکہ اس صورت میں راہِ حق کے مسافر زندہ و جاوید ہوجاتے ہیں۔

ان دو فلسفوں کے ٹکراؤ نے امتِ مسلمہ اور عالمِ انسانیت کو یہ بات سمجھادی کہ واقعۂ کربلا کے نتیجے میں امام حسینؓ شہید ہوکر بھی زندہ ہیں، جبکہ یزید تخت بچا کر بھی مردہ ہوگیا۔ امام حسینؓ نیزے کی نوک پر چڑھ کر بھی جیت گئے جبکہ یزید تخت پر براجمان رہ کر بھی ہار گیا۔ گویا شہادتِ امام حسینؑ نے ہار اور جیت کا مفہوم ہی بدل دیا۔

امام عالی مقام سیدنا امام حسینؓ اور یزید کے فکر و فلسفہ میں فرق یہ ہے کہ یزید بربریت کا نام ہے۔ جبکہ امام حسینؓ انسانیت کا استعارہ ہیں--- یزید خیانت ہے جبکہ امام حسینؓ امانت ہیں--- یزید ظلم ہے جبکہ امام حسینؓ عدل ہیں--- یزید جبر ہے جبکہ امام حسینؓ صبر ہیں--- یزید سراسر جفا ہے جبکہ امام حسینؓ سراسر وفا ہیں--- یزید مطلق العنانی کا نام ہے جبکہ امام حسینؓ مساواتِ ایمانی کا نام ہیں--- یزید بے حیائی و لوٹ مار کا نام ہے جبکہ امام حسینؓ سراسر تقویٰ اور ایثار کا نام ہیں۔ لہذا ان دو کرداروں میں یزید باطل کردار کا نام تھا اور امام حسینؓ حق کے کردار کا نام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ظلم و جبر،

☆ خطاب نمبر: GC.74، مقام: لاہور، تاریخ: 30/09/2017، CD No.2811

خیانت و کرپشن، بربریت و خونریزی اور دہشت گردی کی طاقت ’یزیدیت‘ ٹھہری اور اس کے برعکس صبر، جرأت، عدل، امن اور انسانیت کی خوشبو و کردار ’حسینیت‘ قرار پائی۔

کردارِ یزید کی تین جہات

یزید سراسر بے حیائی، لوٹ مار اور کرپشن کا نام تھا، اس کے کردار کی تین جہات (Dimentions) ہیں:

ا۔ سیاسی کرپشن ۲۔مالی کرپشن ۳۔اخلاقی کرپشن

ا۔ سیاسی کرپشن

یزید نے اسلام کی تاریخ سے انحراف کرتے ہوئے سیاسی کرپشن کی بنیاد بایں طور رکھی کہ اس نے نظامِ خلافت کی اقدار کو پامال کردیا۔ خلافتِ راشدہ اصل میں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا عملی سیاسی نظام تھا، جو حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اپنی سنت کی صورت میں عطا فرمایا۔ اس نظام کے بارے میں فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ.

(سنن ترمذی، کتاب العلم عن الرسول اللہ، باب ماجآء فی الاخذ بالسنۃ۔۔۔، ۵:۴۴، الرقم: ۲۶۷۶)

”تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت اختیار کرنا لازم ہے“۔

اگر ہم سیرتِ مصطفیٰ، سنتِ مصطفیٰ، تعلیماتِ مصطفیٰ حتّٰی کہ قرآن و سنت کے عملی نظام کو دیکھنا چاہیں تو یہ نظام خلافتِ راشدہ کا نظام تھا۔ یزید نے اس خلافتِ راشدہ کی اقدار کو پامال کرکے اسے بدترین ملوکیت، سفاکیت، کرپٹ آمریت اور دہشتگردی سے بدل دیا۔ صورت حال یہاں تک پہنچ گئی کہ جہاں خلیفۂ راشد سیدنا فاروق اعظمؓ کو دجلہ کے کنارے بھوک سے مرنے والی بکری کے بچے کا بھی فکر تھا، اس نظام کو اس حد تک بدل دیا گیا کہ یزید نے خانوادۂ رسول ﷺ کے مقدس نفوس بھی میدانِ کربلا میں کچل دیئے۔ امام حسینؓ خلافتِ راشدہ کی اصل اور حقیقی اقدار کے امین، محافظ اور وارث تھے۔ آپؓ خلافتِ راشدہ کی اقدار کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے تھے، انہیں تمکن دینا چاہتے تھے اور ان اقدار پر امت کا مستقبل سنوارنا اور استوار کرنا چاہتے تھے۔

یزید کی سیاسی کرپشن یہ تھی کہ اس نے خلافتِ راشدہ اور نظامِ رسالت کی تمام اقدار کو پامال کرکے بدترین، کرپٹ اور سفاک آمریت کے نظام کو رائج کیا۔ اس نے اوپر سے لے کر نیچے تک خاندانی بادشاہت قائم کی اور اس بادشاہت کے نتیجے میں باکردار، پختہ، نیک سیرت، عمر رسیدہ، تجربہ کار، دیانتدار، ایماندار، باشعور اور غیرتِ ایمانی رکھنے والے تمام افراد اور بزرگ صحابہ و تابعین کو ان کے مراتب و مناصب سے ہٹا کر ان کی جگہ اپنے خاندان کے لونڈوں کو ذمہ داریاں سونپ دیں۔

یزید نے باشعور اور ایمانی غیرت رکھنے والوں کو برطرف کرنے کے بعد، ہر جگہ اپنا حلقۂ یاراں قائم کرکے کرپٹ و سفاک خاندانی بادشاہت کی بنیاد رکھی۔ گویا اس نے اس سیاسی کلچر ہی کو بدل ڈالا جو حضور ﷺ نے اپنی سنت، ریاستِ مدینہ اور خلافتِ راشدہ کی صورت میں امت کو عطا فرمایا تھا۔

اس سیاسی کرپشن کے نتیجے میں چونکہ بدترین آمریت کی بنیاد رکھی گئی لہٰذا عامۃ الناس سے اختلافِ رائے اور احتجاج کرنے کا حق بھی چھین لیا گیا۔ حتی کہ شہادتِ امام حسینؓ کے بعد اہلِ مدینہ نے احتجاج کیا تو یزید نے افواج بھیج کر مدینہ طیبہ کو تاخت و تاراج کردیا اور نہ صرف مدینہ منورہ بلکہ مسجدِ نبوی پر قبضہ کرکے اس میں گھوڑے، اونٹ اور خچر باندھ دیئے، جس کی وجہ سے تین دن تک مسجدِ نبوی میں اذان اور نماز معطل رہی۔

یزید کے اس عمل کو مؤرخین، علماء اور محدثین نے بلا اختلاف بیان کیا ہے۔ جس نے بھی اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کو بیان کیا ہے، ان میں سے کسی ایک چھوٹے سے امام نے بھی یزید کے اس مذموم فعل کے ارتکاب کا انکار نہیں کیا۔ یزید نے فوج کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجا اور حکم دیا کہ تین دن تک مدینہ تمہارے اوپر حلال ہے یہاں جو چاہو کرو، قتل عام کرو، لاشیں گرادو، خون کے دریا بہادو، عزتیں لوٹ لو، یہ سب تمہارے اوپر مباح کرتا ہوں، لیکن ان تمام سے ہر قیمت اور ہر صورت میری بیعت قبول کراؤ۔ اس واقعہ میں بہت سے صحابہ و صحابیات اور تابعین شہید ہوئے۔

بعد ازاں اہلِ مکہ نے احتجاج کیا تو یزید نے مکہ کی طرف بھی افواج بھجوائیں جنہوں نے مکہ معظّمہ کو تاخت و تاراج

کردیا۔ اس حملہ میں نہ صرف مکہ معظّمہ بلکہ مسجد نبوی اور روضۂ رسول کی بے حرمتی کی طرح کعبۃ اللہ کی بھی بے حرمتی کی گئی۔ کعبۃ اللہ پر تیر برسائے گئے، آگ لگائی گئی، جس کے نتیجے میں غلافِ کعبہ اور کعبہ کا بہت سارا حصہ جل گیا۔

جب کعبۃ اللہ جل رہا تھا، اسی دوران یزید دمشق میں بیٹھ کر اپنے ایک مرنے والے کمانڈر کی جگہ دوسرے کمانڈر کی تعیناتی کی ہدایات جاری کررہا تھا۔ اس وقت اس کو قولنج کی تکلیف ہوئی اور وہ تڑپ تڑپ کر مرگیا اور واصلِ جہنم ہوا۔

بعض لوگوں کو مغالطہ ہے کہ شاید اس نے توبہ کرلی ہو مگر توبہ کے احتمال کا گمان رکھنے والے اس بات کو کیوں پیشِ نظر نہیں رکھتے کہ یزید کی موت اس وقت واقع ہوئی ہے جب اس کے حکم پر کعبہ معظّمہ کی حرمت کو پامال کیا جارہا تھا اور وہ اس سلسلہ میں خود براہِ راست ہدایات جاری کررہا تھا۔ ایسے بدبخت کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق نہیں دیتا اور نہ ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے۔

ان واقعات سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یزید نے کتنی بدترین آمریت نافذ کر رکھی تھی کہ اس نے اپنے سیاسی نظام کو بچانے کے لیے نہ صرف واقعہ کربلا بپا کیا، بلکہ مسجدِ نبوی اور حرم پاک کی حرمت کو بھی پامال کیا۔ گویا پہلی صدی کے آخری نصف حصے میں یزید نے اُس سیاسی کلچر کو بہت حد تک تبدیل کردیا جس کی بنیاد حضور ﷺ نے رکھی تھی اور خلافتِ راشدہ کی صورت میں جس نظام کو ایک عروج و کمال حاصل تھا۔

۲۔ مالی کرپشن

یزید نے اپنے دورِ حکومت میں نہ صرف سیاسی کرپشن کی بنیاد رکھی بلکہ مالی کرپشن کی بھی بنیاد رکھی۔ خلافتِ راشدہ میں تو عدل کا ایسا نظام تھا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں خلیفۂ وقت کے سامنے ایک عام آدمی بھی کھڑا ہوکر یہ پوچھ سکتا تھا کہ مالِ غنیمت کی ایک چادر سے ہمارا لباس تو نہیں بنا، آپ کا کرتہ کیسے بن گیا۔۔۔؟ وہاں تو ایک یہودی، امیرالمومنین پر ایک زرہ کا مقدمہ بھی کرسکتا تھا کہ یہ زرہ میری ہے اور سیدنا علی المرتضیٰؓ خلیفۃ المومنین ہونے کے باوجود جسٹس کی عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ قاضی شریحؒ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ یہ زرہ آپ کی ہے تو گواہ پیش کریں۔ آپؓ کے پاس گواہ صرف سیدنا امام حسن مجتبیٰؓ تھے۔ جج نے کہا: بیٹے کی گواہی، باپ کے حق میں قبول نہیں۔ گواہی نہ ہونے کی بنا پر زرہ یہودی کو دے دی گئی۔ یہودی نے جب عدل کا یہ عالم دیکھا تو کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا اور کہا: زرہ حضرت علیؓ ہی کی ہے، میں نے غلط مقدمہ کیا تھا، لیکن میں عدل و انصاف کے حوالے سے اسلام کا یہ کردار دیکھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔

آقا علیہ السلام یہ نظام امت کو دے کر گئے تھے اور اس پر عملدرآمد بھی تھا۔ یزید نے اس نظام کو بری طرح پامال کردیا اور دیانت و امانت کی جگہ خیانت و بددیانتی نے لے لی۔ قومی اور سرکاری خزانہ ذاتی عیاشی کی نذر ہوگیا۔ شہنشاہانہ اندازِ سلطنت اختیار کیا گیا اور حکمرانوں نے عیاشی کی زندگی بسر کرنا شروع کردی۔ یزید نے قومی خزانے کو لوٹا اور اپنی عیاشی، امارت، شہنشاہیت، بادشاہت اور اپنی مستیوں پر بے دریغ لٹانا شروع کردیا۔

۳۔ اخلاقی کرپشن

یزید نے سیاسی اور مالی کرپشن کے ساتھ ساتھ جس تیسری کرپشن کی بنیاد رکھی، وہ اخلاقی کرپشن تھی۔ اس نے دینی، اسلامی اور اخلاقی اقدار کو مٹایا اور اسلامی روایات، شرم و حیاء اور حلال و حرام کو پامال کیا۔ اس نے حدودِ الٰہیہ کو توڑتے ہوئے بدکاری و بے حیائی کے امور کو علی الاعلان رواج دیا۔

ان تینوں سیاسی، مالی اور اخلاقی کرپشن کے مجموعہ کا نام یزید ہے۔ وہ ایک شخص تھا مگر آنے والی نسلوں کو ایک پورا نظام دے گیا۔ یہ پورا نظام یزیدیت کی شکل میں آج بھی موجود ہے۔ یاد رکھیں! جس کے طرزِ زندگی، طرزِ حکمرانی، طرزِ سلطنت اور طرزِ حکومت میں ان چیزوں کی جھلک نظر آئے، وہ اپنے دور کا یزید ہے اور جو ان پلیدیوں سے ٹکرائے اور اپنے دور کے یزید اور نظامِ یزیدیت کو للکارے وہ اپنے دور کا غلامِ حسینؓ، حسینیت کا پیروکار، حسینؓ کا وفادار اور حسینی لشکر کا سپاہی ہے۔

یزید نے نظامِ سلطنت کو اپنی ذاتی خواہش کا نام دے رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے انسانی حقوق، انسانی آزادی،

اخلاق و شرافت کی اقدار، دین اور احکامِ شریعت، نظامِ احتساب اور عدل و انصاف کا قتل عام کیا اور سارے کے سارے نظام کو اپنے حرص و ہوس کی بھینٹ چڑھادیا۔ یاد رکھیں! آج کل دکھائی دینے والی اس طرح کی جملہ برائیاں اور خرابیاں سب باقیاتِ یزید ہیں۔

برائی کے خاتمہ کی تین سطحیں

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، وَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَان.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان النہی عن المنکر)

''تم میں سے جو شخص خلافِ شریعت کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اس کی اصلاح کرے اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا رد کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔

اس حدیث مبارکہ کی رو سے آپ ﷺ نے برائی کے خاتمہ کے درج ذیل تین معیار مقرر کئے:

۱۔ برائی کو ہاتھ سے روکنا

تم میں سے جو شخص برائی، ظلم و جبر، بے حیائی، لوٹ مار، بدی، کرپشن اور دین کی حدود کی خلاف ورزی کو ظاہراً دیکھے تو اس پر فرض ہے کہ وہ اپنی پوری قوت و طاقت کے ساتھ اس کو روکے اور اس نظام کو جو ظلم و جبر، بدی و بے حیائی اور لوٹ مار و حرام پر قائم ہے، پوری ہمت کے ساتھ اسے بدل دے۔ برائی کے خاتمہ کا یہ پہلا اور آئیڈیل معیار ہے۔

۲۔ برائی کے خلاف آواز بلند کرنا

برائی کے خاتمہ کے لیے آپ ﷺ نے دوسرا درجہ بھی عطا فرمایا۔ اس دوسرے درجہ کو ذکر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے کمزور لوگوں کا خیال فرمایا، کیونکہ ہر ایک میں جرأت و طاقت نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر کوئی مضبوط دل اور اعصاب کا مالک ہوتا ہے۔ شعر و شاعری اور جوشِ خطابت میں ٹکرانا آسان مگر میدان میں اتر کر ٹکرانا اور اپنی جانیں قربان کر دینا مشکل ہوتا ہے۔ ظلم و جبر سے ٹکرانے کی جرأت و ہمت صرف اسے نصیب ہوتی ہے جس کے مَن میں اللہ تعالیٰ نے حسینیت کا چشمہ کھول دیا ہو اور اسے حسینیت کے نور سے روشن کر دیا ہو۔ جب حسینیت مَن میں داخل ہوجائے تو بندہ خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو، بزدل نہیں ہوسکتا۔ اس میں بے حسی، بے ضمیری، بے غیرتی، بے حیائی، ڈر، خوف اور کسی قسم کی مصلحت نہیں ہوتی۔ وہ کمزور ہوکر بھی دنیا کا طاقتور ترین ہوتا ہے کیونکہ اس کی طاقت اپنی نہیں ہوتی بلکہ کردارِ امام حسینؑ اور فکرِ حسینؑ کی بدولت طاقت نصیب ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے یہ خیال فرمایا کہ بتقاضائے بشریت کچھ لوگ کمزور دل والے بھی ہوتے ہیں جو ٹکرانے کی ہمت نہیں رکھتے، ایسے لوگوں کی اکثریت ہے، لہذا آپ ﷺ نے ان کے لیے رعایت فرمائی کہ جو برائی اور بدی کے خاتمے کے لیے ان سے ٹکرانے کی ہمت نہیں رکھتا وہ زبان سے ظلم و جبر کے خلاف احتجاج کرے اور اس کی مذمت کرے۔

۳۔ برائی کو دل سے برا جاننا

آپ ﷺ نے برائی کے خاتمہ کا تیسرا درجہ اور پیمانہ بھی دیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو مفاد کی طاقت کے آگے کمزور پڑ جائیں گے اور زبان سے للکارنے کی ہمت بھی کھو بیٹھیں گے۔ کئی لوگ مالی مفاد کی وجہ سے باطل کے آگے کھڑے نہیں ہوسکیں گے اور چندوں، پرمٹوں، ڈویلپمنٹ فنڈز اور گلی کوچوں کے چھوٹے چھوٹے کاموں کی لالچ میں کمزور ہوجائیں گے اور انہیں زبان سے بھی حق بات کہنے اور برائی کو برائی کہنے کا حوصلہ نہیں ہوگا۔ یہ اس ڈر میں رہیں گے کہ کہیں طاقتور انہیں طاقت اور بدمعاشی کے ذریعے معاشرتی و معاشی حوالے سے تباہ نہ کردیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے تیسری گنجائش دے دی اور فرمایا کہ اگر بدی اور برائی کو زبان سے بھی للکار نہ سکو، مذمت نہ کرسکو اور کلمۂ حق ادا کرنے سے بھی خوف زدہ ہوجاؤ یا مفادات کے اسیر ہوجاؤ، تو پھر برائی کے خلاف دل سے نفرت ضرور کرو۔ باطل اور برے لوگوں کی غلامی، وفاداری اور ان کی تابعداری نہ کرو اور نہ ہی ان کا ساتھ دو۔

اس تیسرے درجے پر عمل کرنے کے حوالے سے فرمایا:

ذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَان.

''یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔

یعنی اس کے بعد ایمان کی اور کوئی کمزور ترین حالت نہیں ہوسکتی۔ آپ ﷺ نے اس درجہ کو بھی ایمان کے اندر رکھا، ایمان سے خارج نہیں کیا۔ اس لیے فرمایا کہ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ یعنی یہ ایمان کی Bottom لائن، آخری حد ہے۔

عملاً ایمان سے خارج ہونے والا کون ہے؟

برائی کے خاتمہ کے لیے جدوجہد کے انتہائی نچلے درجہ کے بعد جو درجہ آتا ہے وہ طاقت سے ٹکرانے، زبان سے للکارنے اور دل میں برا جاننے کے بجائے ظالم کے ساتھ مل جانا ہے اور یہ ایمان سے خارج کرنے والا عمل ہے۔ یعنی بدی اور ظلم و جبر کا ساتھ دینا اضعف الایمان سے بھی نچلا درجہ ہے۔ کمزور ترین حالتِ ایمان کے بعد اس حالت کو کسی صورت داخلِ ایمان نہیں سمجھا جاسکتا۔ ایمان کی شرعی، اعتقادی، اصولی اور فنی بحث سے قطع نظر اس درجہ میں تو عملی ایمان کی کوئی شکل نظر ہی نہیں آرہی۔ کیونکہ ایمان کی آخری حد، Bottom لائن پر آنے کا مطلب ہے کہ عملی ایمان کے حوالے سے صفر پر آگئے، اس کے بعد پھر منفی گنتی شروع ہوجاتی ہے۔

امام حسینؓ: راہِ عزیمت کے مسافر

یزید کے دورِ حکومت کی خرابیوں اور خرافات کو دیکھ کر کچھ لوگ خوفزدہ یا مفاد زدہ ہوکر یزیدیت کے حمایتی بنے اور اس کے ساتھ مل گئے۔ یہ کوفہ اور دمشق میں رہنے والے لوگ تھے جبکہ عوام کی باقی بھاری اکثریت دو پوزیشنز پر رہی:

۱۔فبلسانه کی پوزیشن ۲۔فبقلبه کی پوزیشن

اس صورت حال میں امام حسینؓ کی انفرادیت کیا ہے؟ پورا خانوادہ قربان کرانے اور مظلومانہ شہادتیں دینے کے حقائق اپنی جگہ مگر ان تمام حقائق سے ہٹ کر امام حسینؓ کی انفرادیت یہ بھی ہے کہ جہاں امت کی بھاری اکثریت فبلسانه (زبان سے برا کہنے) اور فبقلبه (دل سے برا جاننے) کے درجے میں گئی، وہاں آپؓ فلیغیره بیده کے مقام پر فائز ہوئے۔

بہت سے لوگوں نے یزید کی تائید بھی کی، بہت سوں نے مصلحت، رخصت اور خاموشی کا راستہ بھی اختیار کیا مگر امام حسینؓ نے عزیمت کا راستہ اختیار کیا۔ رخصت کا راستہ جائز تھا مگر عزیمت کا راستہ افضل تھا۔ جائز پر گناہ نہیں مگر فضیلت بھی نہیں جبکہ عزیمت میں فضیلت ہے۔ پس امام حسینؓ جائز کرنے والوں میں سے نہیں بلکہ افضل کرنے والوں میں سے ہیں۔ اس عمل سے آپؓ ساری فضیلتیں سمیٹ کر لے گئے۔

قرآن مجید نے بھی اضطرار کی حالت میں رخصت اور خاموشی کی اجازت دی ہے۔ فرمایا:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ.

''پھر جو شخص سخت مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (زندگی بچانے کی حد تک کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں''۔ (البقرہ،۲:۱۷۳)

گویا اضطرار کی حالت میں اجازت و رخصت ہوتی ہے مگر امام حسین علیہ السلام صاحبِ اجازت نہیں بلکہ صاحبِ فضیلت ہوئے۔ اجازت کا طریق بہت سوں نے اپنایا مگر فضیلت کا طریق امام حسینؓ کے حصے میں آیا۔ یہ راہِ عزیمت تھی جو امام حسینؓ نے اپنائی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑی بڑی ہستیاں جنہوں نے اس معاملہ پر راہِ رخصت کو اپنایا، آج ان کی شہادتوں اور تاریخوں کا بھی علم نہیں۔ ان کے مراتب اپنی اپنی جگہ بلند ہیں مگر امام عالی مقامؓ کی شہادت اس انفرادیت کی بناء پر اتنی معروف ہے جتنی سیرتِ محمدی معروف ہے۔ اس لیے کہ امام حسینؓ کی شہادت دراصل سیرت محمدی ﷺ کا ایک باب ہے جس کا ذکر قیامت تک نہیں مٹ سکتا۔

''میں حُسین سے ہوں''

امام عالی مقام کی شہادت باقی شہادتوں سے کتنی خاص اور مختلف ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آقا علیہ السلام نے آپؓ کو اپنے دین کا پیکر قرار دیا اور فرمایا:

اَلْحُسَيْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْن.

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام)

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں''۔

حسینؓ مجھ سے ہے، مراد یہ ہے کہ حسینؓ کا صدور مجھ سے ہے یعنی مجھ سے نکلا ہے۔ میں حسینؓ سے ہوں یعنی میرا ظہور حسینؓ سے ہوگا، یہ اپنے وجود سے دنیا کو دکھائے گا کہ مصطفیٰ ﷺ کیا ہیں اور مصطفیٰ ﷺ کا دین کیا ہے۔۔۔؟ حسینؓ ایسی قربانی اور ایسی شہادت دے گا اور ایسے کردار کا اظہار کرے گا کہ اس دن دنیا کو میری سنت کی حرمت کا اندازہ ہوگا اور اس دن پتہ چلے گا کہ میری حقیقت کیا ہے۔۔۔؟ وہ صبر کسی عام انسان کو میسر نہیں ہوگا جو صبر میدانِ کربلا میں حسینؓ کے وجود سے ظاہر ہوگا، درحقیقت وہ حسینؓ کا صبر نہیں بلکہ وہ میرے صبر کا ظہور ہوگا۔۔۔ وہ استقامت جو میدان کربلا میں حسینؓ کے کردار سے ظاہر ہوگی وہ حسینؓ کی اپنی استقامت نہیں بلکہ وہ میری استقامت کا ظہور ہوگا۔۔۔ وہ کمال جو میدان کربلا میں حسینؓ کے وجود سے ظاہر ہوگا، وہ اس کی اپنی ذات کا نہیں بلکہ وہ میری ذات کا کمال ہوگا۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ جو شہادت، حسینؓ کو ملے گی، وہ ظاہراً دیکھنے میں شہادتِ حسین ہوگی مگر وہ میری شہادت کی عکاسی ہوگی۔۔۔ جیسے قیامت تک میری سیرت کا بول بالا رہے گا، اسی طرح قیامت تک حسینؓ کی شہادت کا بول بالا رہے گا۔۔۔ کیونکہ وہ شہادت ظاہراً حسینؓ کی شہادت ہوگی مگر باطن میں میری شہادت ہے۔ یعنی میری شہادت اللہ نے میرے حسینؓ کے وجود پر قائم کردی ہے۔

حسینؓ میرے دین کی عزت اور حرمت کا معیار مقرر کردے گا۔۔۔ حسینؓ عزت اور ذلت کے معیار کے فرق کو واضح کرے گا۔۔۔ حسینؓ واضح کرے گا کہ عظمت کا معیار کیا ہے اور کمینگی کا معیار کیا ہے۔۔۔؟ دین سے تمسک اور وفاداری کا معیار کیا ہے اور دین سے غداری کا معیار کیا ہے۔۔۔؟ امانت کا معیار کیا ہے اور خیانت کا معیار کیا ہے۔۔۔؟ کس کردار کی پیروی کی جائے اور کس کردار سے نفرت کی جائے۔۔۔؟ باطل سے کس طرح لڑا اور ٹکرایا جائے اور کس طرح سب کچھ لٹایا جائے۔۔۔؟ یہ سبق قیامت تک آنے والی نسلوں کو میرا حسینؓ سمجھا دے گا۔

ہمارے ہیں حسینؓ!

امام حسینؓ سے آپ ﷺ کی شدید محبت و پیار کی بنیادی وجہ ہی یہ تھی۔ احادیثِ صحیحہ اور دیگر اعلیٰ درجہ کی احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو جب امام حسینؓ کے بچپن میں ہی اللہ کی طرف سے حضرت جبرائیلؑ نے مظلومیت کی حالت میں شہادت کی خبر سنائی تو حضرت ام سلمہؓ نے دیکھا کہ آقا علیہ السلام آنسو بہا رہے ہیں اور ہچکی کے ساتھ رو رہے ہیں۔ پوچھنے پر آپ ﷺ نے کربلا میں امام حسینؓ کے شہید ہونے کی خبر دی۔

اسی طرح حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ آقا علیہ السلام میدانِ کربلا میں روحانی طور پر خود موجود تھے اور جملہ شہدائے کربلائے معلی کا خون ایک بوتل میں سنبھال رہے تھے۔

(ان جملہ احادیث مبارکہ کی تفصیلات مع شروحات و تعلیقات مطالعہ کے لیے شیخ الاسلام کی تصنیف **'ذکر مشہد الحسینؓ من احادیث جدالحسین'** کا مطالعہ فرمائیں)

آپ ﷺ کے امام عالی مقام سے اس تعلق اور امام عالی مقام کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر شہادتِ امام حسین کا پیغام یہ ہے کہ آپؓ سے بے پناہ عشق و محبت کرنا، آپؓ کی مؤدت میں جینا اور مرنا ایمان کی جان ہے۔

جب سے امت اور ہمارے معاشرے میں فرقہ واریت آئی ہے اور اس کا غلبہ ہوا ہے، ہم نے اپنے درمیان بہت بری تقسیمیں کر رکھی ہیں۔ مسلکِ تشیع کی ساری ترجیح چونکہ محرم اور شہادت امام حسین پر ہوتی ہے اور وہ اسے اپنے انداز کے ساتھ مناتے ہیں۔ اہلِ سنت اس انداز کے ساتھ نہیں مناتے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ فرقہ وارانہ سوچ نے ایسی تقسیم کردی ہے کہ ہم نے امام حسینؓ کو شیعوں کا بنادیا ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ امام حسینؓ صرف شیعوں کے ہیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے، ایسا سوچ کر ہم اپنے آپ کو ایمان سے محروم کردیں گے، اس لیے کہ امام حسینؓ کسی ایک طبقے کے نہیں بلکہ امام حسینؓ، مصطفیٰ ﷺ کے ہیں۔۔۔ امام حسینؓ اسلام کے ہیں۔۔۔ امام حسینؓ دینِ مصطفیٰ ﷺ کے ہیں۔۔۔ امام حسینؓ دین کا پیکر ہیں۔۔۔ امام حسینؓ سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا پیکر ہیں۔۔۔ امام حسینؓ شریعت مصطفیٰ اور غیرتِ مصطفیٰ کا پیکر ہیں۔۔۔ امام حسینؓ دین مصطفیٰ کی آبرو ہیں۔۔۔ امام حسینؓ قرآن و سنت کی عزت و حرمت ہیں۔۔۔ امام حسینؓ کسی ایک مکتبِ فکر کے نہیں ہیں بلکہ امام

حسینؓ ہر ایک کے ہیں۔۔۔ امام حسینؓ سب کے ہیں۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

اس فرقہ وارانہ سوچ نے ہمیں بڑی نعمتوں سے محروم کردیا ہے۔ ہم نے ایک خود ساختہ تقسیم کررکھی ہے کہ صحابہ فلاں کے ہیں، اہل بیت فلاں کے ہیں، خدا فلاں کا ہے، نبی فلاں کا ہے، توحید فلاں کی ہے، رسالت فلاں کی ہے، اولیاء فلاں کے ہیں، امام حسینؓ فلاں کے ہیں، اس فلاں فلاں نے ہمیں برباد کردیا ہے۔ اس سوچ سے ہمیں نکلنا ہوگا۔ آقا علیہ السلام نے تفریق کی سوچ نہیں دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل بہتر ٹکڑوں میں بٹ گئے تھے، میری امت میں تہتر ٹکڑے ہوں گے مگر جنت اور ہدایت کی راہ پر وہی ہوگا جو سوادِ اعظم کو تقسیم نہیں کرے گا۔

لہذا یاد رکھ لیں کہ محبتِ حسینؓ، عظمتِ حسینؓ، تعلقِ حسینؓ، مودتِ حسینؓ، تعظیمِ صحابہؓ، تکریمِ صحابہؓ، اتباعِ صحابہؓ، محبت و اتباعِ اہلِ بیتؓ یہ سب ایک ہے۔ یہ مختلف رخ ہیں مگر سارے چشمے آقا علیہ السلام کی بارگاہ سے ہی پھوٹے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَاالنَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي.

(سنن ترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب: فی مناقب اهل بیت النبی ﷺ، ۵/۶۶۲، الرقم: ۳۷۸۶)

”اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم انہیں پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ (ان میں سے ایک) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور (دوسری) میرے اہلِ بیت (ہیں)۔“

یہ سب احادیث ہماری کتابوں میں ہیں۔ خارجیت نے ہمارے ذہن خراب کردیئے ہیں کہ اہلِ بیت کا نام لیا تو فوری شیعہ کا فتویٰ لگ جائے گا۔ اگر اہل بیت شیعوں کے ہیں تو پھر ہم بخاری و مسلم کو بھی چھوڑ دیں، اس لیے کہ محبتِ اہلِ بیت کی احادیث سے صحیح بخاری و مسلم اور صحاح ستہ بھری پڑی ہیں۔ اگر ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جس میں محبتِ اہلِ بیت کا پیغام ہے تو پھر دین کہاں سے لائیں گے۔۔۔؟ یاد رکھیں! یہ شیعوں کی بنائی ہوئی احادیث نہیں ہیں بلکہ یہ تو بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کی صحیح احادیث ہیں۔ اس سوچ سے نکل کر وحدت کی طرف آنا ہوگا۔

حسینی کردار کو اپنانے کی ضرورت

شہادتِ امام حسینؓ کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ حق و باطل کے وہ دو فکر و فلسفے جن کا آغاز امام عالی مقام کی عظیم الشان شہادت سے ہوا تھا، وہی دو فکر و فلسفے آج تک چلے آرہے ہیں۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں ان دو فکر و فلسفہ میں سے کس کا ساتھ دینا ہے۔۔۔؟ ایک سوچ و فکر یہ ہے کہ ڈر کر اور خوفزدہ ہوکر مفاد کے پیچھے لگ کر یزیدیت کے تابع ہوجائیں۔ اس صورت میں یہ یاد رکھنا ہوگا کہ دو دو ٹکے کے یہ مفادات یہیں رہ جانے ہیں، قبر میں بھی نہیں جانے۔ قیامت کے دن ان مفادات میں سے کوئی مفاد کام نہیں آئے گا۔ یزیدیت سے دوستی کرنے والو۔۔۔! یزیدیت سے وفا نبھانے والو۔۔۔! یزید کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالنے والو۔۔۔! دین کا نام لے کر دین بیچنے والو۔۔۔! یہ دین فروشی قیامت کے دن کام نہیں آئے گی۔ قیامت کے دن حسینؓ سے محبت کام آئے گی۔ یزیدیت کا کردار قیامت کے دن لعنت کا طوق بن کر متبعینِ یزید کی گردنوں میں ہوگا جبکہ حسینیت کا کردار قیامت کے دن شفاعت بن کر غلامانِ حسینؓ کے سروں پہ سایہ فگن ہوگا۔ ❁❁❁❁❁

تنظیمات و کارکنان متوجہ ہوں!

اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آشنائی اور قرآن وسنت کی آفاقی اقدار کے فروغ کے لیے ملک بھر میں موجود منہاج القرآن کی تنظیمات اور کارکنان کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے علمی، فکری، روحانی اور تربیتی موضوعات پر ہزاروں نایاب خطابات کی مخصوص تعداد میں سی ڈیز مرکز نے مفت فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں تنظیمات اور کارکنان مرکزی سیل سنٹر پر فوری رابطہ کریں۔ 042-111-140-140, Ext:131 ,042-35168514

اَحِبُّونِی بِحُبِّ اللهِ وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتِی بِحُبِّی

مجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے سبب سے محبت کرو

شہدائے کربلا کی یاد میں کھانا تقسیم کرنا، دودھ کی سبیلیں لگانا جائز اور اجر و ثواب کا باعث ہے

واقعہ کربلا اچانک پیش نہیں آیا، ملوکیت کی سوچ پروان چڑھانے، دینی اقدار پامال کرنے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: شہادتِ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے رفقاء کی شہادت پر غمزدہ ہونا کیسا ہے؟

جواب: شہادتِ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے رفقاء کی شہادت یعنی شہداء کربلا کی شہادت پر اظہار افسوس کرنا، غمزدہ ہونا، پریشان ہونا جائز ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو خلافِ شریعت ہو۔ البتہ شہدائے کربلا کی شہادت پر ایسا غمزدہ ہونا جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا، منع ہے۔ حضور علیہ السلام نے مار پیٹ، ماتم، بال نوچنے اور اپنے آپ کو ایذاء دینے سے منع فرمایا ہے۔

لہٰذا آنسو بہانا، اظہار افسوس کرنا، غمزدہ ہونا، پریشان ہونا جائز مگر حد سے بڑھنے کی ممانعت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. (بخاری، الصحیح، ۱: ۴۳۶، رقم ۱۲۳۵)

"جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کی طرح چیخے چلائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی مصیبت آئے تو واویلا اور چیخ و پکار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی فوت ہو جائے، اس پر بھی آنسو بہانا تو جائز ہے، لیکن رخسار پیٹنا، گریبان پھاڑنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی اہلِ بیتِ اطہار نے صبر و استقامت کے ساتھ تمام مصائب و آلام کا سامنا کیا اور آقا علیہ السلام کے فرامین کے مطابق ہی غم اور پریشانی کے اظہار میں راہِ اعتدال پر قائم رہے۔

سوال: کیا اسلام میں مرثیہ اور نوحہ پڑھنا یا سننا جائز ہے؟

جواب: مرثیہ اور نوحہ کا کلام اچھا ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ یعنی کلام ایسا ہونا چاہیے جس میں شہدائے کربلا کے بارے میں درست سمت بتائی گئی ہو اور کسی اور محترم ہستی کے بارے میں برا بھلا نہ کہا گیا ہو۔ بعض دفع کچھ شدت پسند اہلِ بیت کی آڑ میں دوسرے صحابۂ کرام کے بارے میں نازیبا الفاظ بول جاتے ہیں۔ لہٰذا کلام پر منحصر ہے کہ سننے کے قابل ہے کہ نہیں۔ درست کلام ہو تو سن سکتے ہیں۔

سوال: سوگ تو تین دن کا ہوتا ہے لیکن پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا غم آج تک کیوں منایا جاتا ہے؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا غم اس لئے منایا جاتا ہے، کہ آپ کا واقعہ کوئی معمولی نہ تھا، کچھ صدمے اور غم ایسے ہوتے ہیں جو دنوں اور سالوں پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ تا عمر اور تا قیامت رہتے ہیں، اور اس کی مثالیں آج بھی لوگوں کے درمیان موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم ڈھایا گیا۔ چند گھنٹوں میں سارا خاندان ذبح کر دیا گیا۔ جس طرح آپ کی شہادت عام اور معمول کی شہادت نہیں، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کا غم بھی عام اور معمولی نہیں۔ آپ اہل بیت ہیں۔ آپ کی شخصیت معمولی نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے ساتھ کیے جانے والے ظلم و ستم کو بھلایا جا سکتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں حضرت امام حسین کی شہادت کا واقعہ تفصیل سے موجود ہے کہ آپ کی ولادت کے ساتھ ہی وصال کی خبر دی گئی تھی۔ حضور ﷺ جب بھی سیدنا امام حسین کو دیکھتے تو خوشی کے ساتھ غمزدہ ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم اپنے عزیز و اقارب کی سالانہ برسی مناتے ہیں، ان کو ایصال ثواب کرتے ہیں، تو کیا ایصال ثواب کرتے وقت یا جب ان کی وفات کا دن آتا ہے تو ہم سوگ نہیں مناتے؟ ہم غمزدہ نہیں ہوتے؟ ہم پریشان نہیں ہوتے؟ تو ایسے ہی جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا دن آتا ہے تو اس ظلم و بربریت سے بھرپور واقعہ کی وجہ سے سوگ مناتے ہیں اور غمزدہ ہوتے ہیں۔ اہل سنت سیدنا امام حسین اور شہدا کربلا کے ایصال ثواب کے لئے محافل کا انعقاد کرتے ہیں، 9 اور 10 محرم کا روزہ رکھتے ہیں، غمزدہ ہوتے ہیں، اور سنت کے مطابق سوگ مناتے ہیں۔

سوال: کیا محرم الحرام کے مہینے میں خاص کھانوں کا پکانا جائز ہے؟

جواب: امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہدائے کربلا کی یاد، عقیدت اور محبت میں حسبِ توفیق کھانا تقسیم کرنا، پانی اور دودھ کی سبیلیں لگانا نہ صرف جائز ہے بلکہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

سوال: کیا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی جدوجہد ریاست کے خلاف بغاوت تھی؟

جواب: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک شرابی، زانی، ظالم، جابر، سفاک اور درندہ صفت حکمران یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا، یعنی اس کو ووٹ نہیں دیا تھا۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے برائی کے کاموں میں تعاون کرنے سے انکار کر دیا تھا، لیکن یزید چاہتا تھا کہ اگر نواسئہ رسول ﷺ میری بیعت کر لیں تو باقی بہت سے لوگ بھی مجھے حکمران مان لیں گے، یعنی ووٹ دے دیں گے۔ لیکن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے غلط طرز زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے صاف انکار کر دیا اور یزید کے ساتھ براہ راست مذاکرات کرنے کو کہا۔ یزید جھوٹا اور مکار ہونے کی وجہ سے خود تو سامنے نہ آیا لیکن زبردستی بیعت کروانے کا منصوبہ بنا لیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی فیملی سمیت مدینۃ الرسول ﷺ چھوڑ کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ انہیں ڈر تھا کہ مدینہ پاک میں کہیں خون نہ بہے۔ دوسری طرف اس دوران کوفہ والوں نے بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دعوت دی کہ ہمارے پاس آ جائیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ لیکن آپ علیہ السلام ابھی مکہ میں تھے کہ حج کا مہینہ شروع ہو گیا۔ آٹھ ذوالحجہ کو پھر امام عالی مقام نے سوچا کہ یہاں بھی مسلمانوں کا اجتماع ہو گا کہیں ایسا نہ ہو کہ ظالم، سفاک یزید کی افواج سے ٹکر ہو جائے اور حرم پاک میں خون کی ندیاں بہہ جائیں اسی لیے امن کے دامن کو تھامتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کی غرض سے سفر شروع کر دیا۔ یزیدی لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ کو کربلا کے مقام پر روک لیا۔ سات محرم الحرام کو آپ رضی اللہ عنہ پر پانی بند کر دیا اور یزید کی بیعت کرنے پر مجبور کیا گیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا حتیٰ کہ دس محرم الحرام کو یزیدی لشکر نے ظلم کے پہاڑ ڈھا دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو فیملی اور ساتھیوں سمیت شہید کر دیا۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے شروع سے آخر تک صبر اور امن کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آپ امن کے داعی تھے۔ آپ نے کہیں بھی یہ حکم نہیں دیا کہ گلیوں، بازاروں، اداروں یا محافل میں جا کر بے گناہ معصوم بچوں کو قتل کر دو، بوڑھے اور عورتوں کو قتل کر دو، لوگوں کے گھروں کو اڑا دو، دکانیں جلا دو، تعلیمی مراکز تباہ کر دو، فوجی ادارے برباد کر دو، مسجدوں میں نمازیوں کو قتل کر دو یا غیر مسلم اقلیتوں کے گھروں اور عبادت گاہوں کو نیست و نابود کر دو۔ اگر ایسا کوئی بھی بیان جاری کیا ہو تو بحوالہ پیش کر دیں۔ اس پر ساری امتِ مسلمہ بلکہ غیر مسلم بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے صبر کی مثال قائم کر دی اور امن کا سبق دیا۔ خون خرابے سے بچنے کی غرض سے شہر مدینہ بھی چھوڑ دیا اور مکۃ المکرّمہ بھی۔

لہٰذا معلوم ہوا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک قدم بھی ایسا نہیں اٹھایا جس میں ریاست سے بغاوت کا عنصر پایا جاتا ہو۔ بیعت کرنے یعنی ووٹ دینے میں ہر کوئی آزاد ہوتا ہے، جس کو مرضی دے۔ ایسا تو خالق کائنات نے بھی نہیں کیا کہ زبردستی کسی سے کوئی کام کروائے۔ اچھائی اور برائی دونوں راستے انسان کے سامنے رکھ دیئے ہیں، جو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ یزید کون ہوتا

ہے جو زبردستی نواسۂ رسول ﷺ کو بیعت کرنے پر مجبور کرے؟

سوال: امام حسین علیہ السلام کا قاتل کون ہے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ نے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی خبریں دی ہیں۔ انہی اخبارِ غیبیہ میں سے ایک امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر ہے۔ آپ ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں کے نام تک سے امت کو آگاہ فرما دیا تھا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُقْتَلُ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ مِنْ مُهَاجَرَتِي. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالدَّيْلَمِيُّ وَزَادَ فِيْهِ: حِيْنَ يَعْلُو الْقَتِيْرُ، الْقَتِيْرُ: الشَّيْبُ.

”حسین بن علی علیہ السلام کو میری ہجرت کے ساٹھویں سال کے آغاز پر شہید کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کو امام طبرانی اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔ امام دیلمی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: جب ایک (اوباش) نوجوان ان پر چڑھائی کرے گا“۔

(طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۱۰۵، رقم ۲۸۰۷)

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِي قَائِمًا بِالْقِسْطِ. حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ يَثْلِمُهُ. رَجُلٌ مِنْ بَنِي اُمَيَّةَ. يُقَالُ لَهُ يَزِيْدُ.

(ابویعلی، المسند، ۲: ۱۷۶، رقم ۸۷۱)

میری امت میں دین و انصاف کی قدریں قائم رہیں گی، حتیٰ کہ ایک شخص اقتدار پر آئے گا۔ یہ پہلا شخص ہوگا جو میرے دین کی قدروں کو پامال کردے گا۔ وہ شخص بنو امیہ میں سے ہوگا۔ اُس کا نام یزید ہوگا۔

تاریخ، علم، نقل اور عقل اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ امامِ حسین علیہ السلام کو یزید نے ہی شہید کرایا۔ واقعۂ کربلا کوئی اچانک پیش آنے والا حادثہ نہیں تھا۔ ملوکیت کی سوچ کو پروان چڑھانے اور دین کی اقدار کو پامال کرنے کے لیے باقاعدہ منصوبہ سازی کی گئی تھی۔ جس میں آنے والی ہر رکاوٹ کو دور کر دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اقتدار کے حصول کے لیے خون بہانے سے بھی دریغ نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو حاکم کی نگاہ میں کھٹکنے والے چند افراد میں امام حسین علیہ السلام بھی شامل تھے۔ اسی سوچ نے واقعہ کربلا کی بربریت کو جنم دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کے دشمن اور یزید کے حامی روزِ اوّل ہی سے یزید کو معصوم ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے حیلے تلاش کرتے رہے ہیں۔ وہ اہلِ بیت کے خونِ ناحق کا بدنما دھبہ یزید کے دامن سے دھونا چاہتے ہیں۔ اس لیے کبھی وہ واقعہ کربلا کی روایت کو مشکوک بناتے ہیں اور کبھی امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت کا الزام ان کا ذکر کرنے والوں پر دھرتے ہیں۔ مگر یہ کوششیں نہ کبھی پہلے بارآور ہوئی ہیں اور نہ ہی اب ان سے کسی فائدے کی امید ہے۔

سوال: اہل بیت اطہار اور اولیاء عظام کی اہانت کے مرتکب کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اہل بیت کو عزت و توقیر، تقدس و حرمت سب کچھ حضور ﷺ کی نسبت سے ملا ہے۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا:

اَحِبُّوْنِي بِحُبِّ اللهِ وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي.

(ترمذی، السنن، 5: 664، رقم 3789)

”مجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے سبب محبت کرو“۔

اسی طرح حسنین کریمین علیہما السلام کی اپنے ساتھ نسبت وتعلق اجاگر کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اَبْنَايَ مَنْ اَحَبَّهُمَا اَحَبَّنِي وَمَنْ اَحَبَّنِي اَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ اَحَبَّهُ اللهُ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا اَبْغَضَنِي وَمَنْ اَبْغَضَنِي اَبْغَضَهُ اللهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُ اللهُ اَدْخَلَهُ النَّارَ.

(حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۱۸۱، رقم ۴۷۷۶)

”حسن اور حسین علیہما السلام میرے بیٹے ہیں۔ جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے اللہ سے محبت کی، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے حسن وحسین علیہما

السلام سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا۔ گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا‘‘۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ محبتِ رسول ﷺ کا وہ تصور جو آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں تھا وہ بعد از وصال بھی ہمیشہ سے اسی طرح قائم ودائم ہے۔ یوں ہی بغض وعداوت اور دشمنی وعنادِ رسول ﷺ کی روش بھی قائم ہے۔ یہی طرزِ عمل ازواجِ مطہرات، اہلِ بیتِ عظّام اور خلفائے راشدین کے لئے بھی پایا جاتا ہے۔ جو کوئی ان ذواتِ مقدسہ کی بے ادبی وگستاخی کرتا ہے وہ دنیا وآخرت میں ذلیل اور رسوا ہوگا۔ قرآن حکیم میں ازواجِ مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ. (الاحزاب،۳۳:۳۲)

’’اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو‘‘۔

دنیا میں بے شمار عورتیں اپنی عزت وعظمت، تقوی وطہارت اور صالحیت وروحانیت کے اعتبار سے ایک دوسری سے فائق وبرتر ہوں گی، مگر ازواجِ مطہرات کے مقام ومرتبے اور فضیلت وحیثیت کو قیامت تک کوئی خاتون نہیں پہنچ سکتی۔ کیونکہ انہیں حضور ﷺ کی زوجیت کی عظیم نسبت وشرف حاصل ہے۔ اس نسبت کی وجہ سے ان کی عزت وتکریم اور ادب وتعظیم بھی درحقیقت حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم اور ادب ہی شمار ہوگا اور ان کی توہین وتحقیر بھی خود حضور ﷺ کی توہین وتنقیص شمار ہوگی۔

لہٰذا ازواجِ مطہرات، اہلِ بیت اطہار، خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے ادبی وگستاخی کرنے والا گمراہ اور بے ایمان ہے، اس کو اسلامی عدالت میں تعزیراً سزادی جائے گی جو حد سے بھی سخت ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام کی بے ادبی وگستاخی کرنے والا گمراہ اور بدعقیدہ ہے۔ اس کو بھی جو مناسب ہو تعزیراً سزا دی جائے گی۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ مذکورہ بالا تمام سزائیں بذریعہ عدالت تمام تر قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد لاگو کی جائیں گی، کسی کو بھی اپنے طور پر کوئی سزا لاگو کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم شیخ ارشد سعید (لائف ممبر TMQ لالہ موسیٰ)، محترم حاجی ریاض احمد سدیدی (صدر TMQ اوکاڑہ۔بی) کے بھائی محترم علامہ محمد آصف حجازی، صدر TMQ جھنگ کی والدہ، محترم محمد راحیل بابر (پاکپتن شریف) کی اہلیہ، محترم محمد اسلم بسراء (ڈسکہ) کی ہمشیرہ، محترم علامہ سہیل حمید قادری (معراجکے) کے چچا، محترم سیٹھ محمد منظور (نوشہرہ ورکاں) کے بھائی، محترم محمد سمیع اعجاز منہاجین (فیصل آباد) کی والدہ، محترم محمد اکمل گوندل (چک بھٹی) کی والدہ، محترم قاری محمد لطیف کی اہلیہ، محترم غلام یٰسین منہاجین کی والدہ، محترم محمد افضل کی پھوپھو جان، محترم محمد احسن جٹ (چیچہ وطنی) کی والدہ، محترم ملک اقبال حسین (شرقپور شریف) کے والد، محترم محمد طیب ضیاء (نارووال) کی نانی جان، محترم ڈاکٹر محمد ندیم (حجرہ شاہ مقیم) کے والد، محترم فیصل رفیق (ضلعی ناظم نارووال) کی خالہ زاد بہن، محترم ڈاکٹر زاہد حسین (نارووال) کے والد، محترم محمد اکبر باجوہ (نارروال) کی خوشدامن، محترم محمد یار (اسلام آباد) کی بیٹی، محترم سعید اقبال بلوچ (سیالکوٹ) کی والدہ، محترم ملک محمد طارق (ٹاؤن شپ لاہور)، محرم ڈاکٹر محمد ندیم (حجرہ شاہ مقیم) کے والد، محترم محمد عقیل شہباز ایڈووکیٹ (پاکپتن شریف) کے ماموں سسر، محترم حسنین وقاص (ملک وال) کی خالہ، محترم محمد ارشد (ساہیوال) کی ہمشیرہ اور محترم طالب ساہی (سیالکوٹ) کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا عمر بن خطاب نے شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر کیے

پہلے شہری نظام کی بنیاد حضرت عمر فاروقؓ نے رکھی

خلیفہ دوم نے پولیس، جیل خانہ جات، بیت المال، تعلیم کے محکمے قائم کیے

حضرت عمر فاروقؓ بیمار کی عیادت نہ کرنے والے گورنر کو معزول کر دیتے تھے

تحریر: عین الحق بغدادی

مرادِ رسول ﷺ سیدنا عمر بن خطابؓ تاریخ اسلام کی وہ نامور شخصیت ہیں جو جرأت و بہادری کی وجہ سے قبولِ اسلام سے قبل ہی شہرت کے حامل تھے۔ امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ آپؓ کی اسی جرأت کی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے بحضورِ الٰہ التجاء کی: اے اللہ! عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے اپنے پسندیدہ بندے کے ذریعے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا فرما۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی دعا قبول کرتے ہوئے سیدنا عمر بن خطابؓ کے ذریعہ اسلام کو عزت دی۔ آپؓ کے قبولِ اسلام سے قبل مسلمان مشرکینِ قریش سے چھپ کر عبادات کیا کرتے تھے لیکن جب آپؓ نے اسلام قبول کیا، تو آپؓ نے اعلان کیا کہ آج سے مسلمان عبادات چھپ کر نہیں بلکہ علی الاعلان کیا کریں گے۔ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ

”بے شک سیدنا عمرؓ کا قبولِ اسلام ہمارے لیے فتح تھی۔ خدا کی قسم ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، مگر حضرت عمرؓ کی وجہ سے ہم نے مشرکین کا مقابلہ کیا اور خانہ کعبہ میں نمازیں پڑھنا شروع کیں“۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۸۸۲۰)

اُس دن سے سیدنا عمرؓ کا لقب فاروق رکھ دیا گیا۔ یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ جب مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں نماز کے لیے بلانے کا مسئلہ پیش آیا، جس پر مختلف آراء پیش کی گئیں، مگر سیدنا عمرؓ نے مشورہ دیا کہ اس اعلان کے لیے ایک شخص مقرر کرلیا جائے۔ گویا اذان جیسا شعارِ اعظم آپؓ کی رائے سے وجود میں آیا۔ اسیرانِ بدر کے بارے میں اختلاف کی صورت میں تائیدِ الٰہی آپ کی رائے کے موافق تھی۔ حجاب کی آیت بھی حضرت عمرؓ کی رائے کی تائید میں نازل ہوئی۔

امام مسلم نے باب الوقف میں بیان کیا ہے کہ فتح خیبر کے بعد خیبر کی زمین مجاہدین میں تقسیم کی گئی، زمین کا ایک ٹکڑا سیدنا عمرؓ کے حصے میں آیا، مگر آپ نے زمین کا وہ ٹکڑا اللہ کی راہ میں دے کر اسلام میں وقف کی بنیاد رکھی۔

قبولِ اسلام کے بعد سیدنا عمرؓ کا حضور ﷺ سے ایسا والہانہ عشق تھا جس کی مثال کم ملتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک مسلمان اور یہودی کسی تنازع کے حل کے لیے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور سرورِ کونین ﷺ نے شواہد و دلائل کی بنیاد پر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا مگر وہ منافق مسلمان مقدمہ اس امید پر حضرت عمرؓ کی عدالت میں لے آیا کہ شاید اسلام کی حمیّت میں فیصلہ میرے حق میں آجائے۔ مگر جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حضور ﷺ فرما چکے ہیں تو فوراً تلوار اٹھائی اور اس منافق کا سر قلم کردیا جس نے حضور ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔

انتظامی شعبہ جات کا قیام

یکم محرم الحرام کو آپ کا یومِ شہادت ہے۔ زندہ قومیں اپنے ہیروز کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں۔ سیدنا عمرؓ تاریخِ اسلام میں ایسی

شخصیت ہیں جن کا دورِ خلافت قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ ﷺ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت کو اتنی وسعت ملی کہ فارس و روم جیسی سلطنتیں آپ کے عہد میں فتح ہوئیں۔ اسی طرح مصر سے لے کر آذربائیجان تک کے علاقے فتح ہوئے۔ سلطنت کی وسعت کے ساتھ ہی انتظامی شعبہ جات کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے باقاعدہ طور پر پہلی بار درج ذیل انتظامی شعبہ جات قائم فرمائے:

۱۔ پولیس کا محکمہ

آپ نے اسلامی ریاست کے اندرونی و داخلی امن کے لیے باقاعدہ پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ جس کا کام ناپ تول میں کمی کو روکنا، تعمیرات میں تجاوزات کو کنٹرول کرنا، جانوروں پر زیادہ بوجھ نہ لادنے دینا اور شراب کی فروخت روکنا وغیرہ تھا۔ اس سلسلے میں طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ سیدنا عمر ﷺ نے قدامہ بن معظون ﷺ اور حضرت ابوہریرہ ﷺ کو بحرین پر افسر مقرر کیا اور بازار کی نگرانی کی ذمہ داری عبداللہ بن عتبہ ﷺ کو سونپی گئی۔

۲۔ جیل خانہ جات

جب محکمہ پولیس قائم ہوا تو اس کا فطری نتیجہ تھا کہ لوگوں کو سزائیں بھی ملیں گی۔ لہٰذا سزا دینے کے لیے جیل کا قیام عمل میں لایا گیا، سب سے پہلے مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ کا گھر چار ہزار درہم میں خرید کر جیل خانہ بنایا گیا۔

۳۔ بیت المال کا قیام

سیدنا عمر ﷺ کے دورِ خلافت سے قبل بیت المال کا باقاعدہ نظام موجود نہیں تھا۔ جو کچھ مالِ غنیمت یا خراج و جزیہ کی صورت میں آتا، فوری تقسیم ہو جاتا تھا۔ سیدنا ابوہریرۃ ﷺ جب بحرین سے واپس آئے تو ایک سال میں اپنے ساتھ پانچ لاکھ درہم بھی لائے۔ اس وقت ولید بن ہشام کے مشورے سے بیت المال کا محکمہ قائم کیا گیا اور عبداللہ بن ارقم ﷺ پہلے وزیر خزانہ مقرر کئے گئے۔ بیت المال کا یہ نظام اتنا وسیع ہوا کہ مورخ یعقوبی لکھتے ہیں کہ دارالخلافہ کے باشندوں کی تنخواہیں اور وظائف کی رقم تین کروڑ درہم سالانہ تھی۔

۴۔ نہری نظام کا قیام

یہ اعزاز خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ﷺ کے پاس ہے کہ انہوں نے دنیا میں نہری نظام کی بنیاد ڈالی، خوراک کی پیداوار میں اضافہ، زراعت کی ترقی، لائیو سٹاک کے تحفظ اور بقا کے لیے پانی کی محفوظ ترسیل کا بندوبست کیا۔ زرعی زمینوں کی آباد کاری کے لیے نہری نظام قائم کیا گیا۔ بصرہ کے لوگوں نے پانی کی قلت کی شکایت کی تو آپ نے ابو موسیٰ الاشعری کو تحریری حکم بھیج کر دجلہ سے بصرہ تک 9 میل لمبی نہر کھدوائی۔ اس کے علاوہ نہر معقل، نہر سعد اور نہر امیرالمومنین بہت مشہور ہیں۔ نہر امیرالمومنین کے ذریعہ دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملایا گیا تھا اور اس نہر کی لمبائی 69 میل تھی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اتنی بڑی نہر صرف چھ ماہ کے عرصے میں مکمل ہوگئی تھی۔

۵۔ نظامِ تعلیم کا قیام

سیرۃ العمرین لابن الجوزی میں ہے کہ سیدنا عمر ﷺ نے قرآن مجید کی تعلیم کے لیے باقاعدہ قراء و معلمین مقرر کر کے اُن کی تنخواہیں طے کیں۔

الاصابہ اور معجم البلدان میں ہے کہ بدوؤں کے لیے جبری طور پر قرآن مجید کی تعلیم لازمی قرار دی گئی۔ ابوسفیان نامی ایک شخص کو چند دیگر اشخاص کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں گھوم کر ہر شخص کا امتحان لیں اور جس کو قرآن کا کچھ حصہ یاد نہ ہو، اسے سزا دیں۔ آپ نے چند حفاظ صحابہ کو حمص، دمشق اور فلسطین میں قرآن سکھانے اور حفظ کرانے کے لیے روانہ کیا۔

دمشق میں ابودرداء کے درس میں سولہ سو تک طالب علم موجود ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ نے حدیث اور فقہ کی اشاعت کا بندوبست بھی کیا۔ عبدالرحمٰن بن معقل کو بصرہ میں فقہ کی تعلیم کے لیے روانہ کیا۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ آپ نے عبدالرحمٰن بن غنم کو فقہ کی تعلیم عام کرنے کے لیے شام بھیجا۔

سیدنا فاروقِ اعظم ﷺ کا نظامِ عدل

سیدنا عمر فاروق ﷺ کے دور حکومت کا نظامِ عدل و انصاف آج بھی مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ آپ سب سے پہلے خود عدل پسند بنے اور مثال بن کر دکھایا، پھر اپنے عمال

اور رعایا میں عدل و انصاف قائم کیا۔ آپ ﷺ نظامِ عدل میں اصولِ مساوات کا لحاظ رکھتے اور کسی قسم کا امتیاز روا نہ رکھتے۔ ذیل میں اس کی کچھ مثالیں تاریخ طبری سے درج کی جارہی ہیں:

۱۔ ایک مرتبہ حضرت اُبی بن کعب کے ساتھ آپ کا تنازع ہوا، حضرت زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ جب آپ ان کے پاس گئے تو انہوں نے تعظیم کے لیے جگہ خالی کردی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس مقدمے میں یہ پہلی ناانصافی کی ہے۔ یہ کہہ کر آپ فریقِ مخالف کے برابر بیٹھ گئے۔

۲۔ جبلہ بن ایہم غسانی شام کا بادشاہ تھا، مسلمان ہوگیا تھا، کعبہ کے طواف کے دوران اس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا، جبلہ نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا، اس شخص نے بھی جواباً تھپڑ دے مارا۔ وہ غصے سے بیتاب ہوکر حضرت عمر ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی۔ اس کو سخت حیرت ہوئی اور اسلام چھوڑ کر مرتد ہوگیا مگر حضرت عمر ﷺ نے ایک رئیس زادے کی خاطر قانونِ مساوات کو نہ بدلا۔

۳۔ حضرت عمرو بن العاص ﷺ گورنر مصر کے بیٹے عبداللہ نے ایک شخص کو بے وجہ مارا تھا۔ آپ نے اسی شخص کے ہاتھوں عمرو بن العاص کے سامنے ان کے بیٹے عبداللہ کو کوڑے لگوائے۔

۴۔ فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں معمولی سی شکایت ملی تو آپ نے مشکل حالات کے باوجود انہیں دربار حاضر کیا۔

۵۔ آپ نے سلطنت کی وسعت اور گورنرز کی کثرت کے پیش نظر گورنرز کے احتساب کا اور ان کے بارے میں موصول ہونے والی شکایات کی تحقیقات کے لیے ایک خاص عہدہ قائم کیا جس پر رسول اللہ ﷺ کے معتمد صحابی حضرت محمد بن مسلمہ انصاری ﷺ کو مامور کیا۔ جب کسی گورنر کے بارے میں شکایت ملتی تو محمد بن مسلمہ ﷺ موقع پر جاکر کھلی کچہری لگاتے اور لوگوں کی رائے لیتے۔

۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ (گورنر بصرہ) کے متعلق شکایت موصول ہوئی تو سیدنا عمرؓ نے خود مستغیث کا بیان قلمبند کیا اور ابوموسیٰ اشعری کو بلوا کر خود تحقیق کی۔

۷۔ جس گورنر کی نسبت آپ کو معلوم ہوتا کہ بیمار کی عیادت نہیں کرتا یا کمزور اس کے دربار میں پہنچ نہیں پاتا تو اسے فوراً عہدے سے ہٹادیا جاتا۔ ایک بار آپ کو خبر ہوئی کہ عیاض بن غنم ﷺ (عاملِ مصر) باریک قیمتی کپڑے پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان مقرر ہے۔ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ کو بلایا اور کہا: عیاض کو جس حالت میں پاؤ اپنے ساتھ لے آؤ۔ محمد بن مسلمہ ﷺ نے پہنچ کر دیکھا کہ واقعی دروازے پر دربان ہے اور عیاض باریک کپڑے کا کرتہ زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ عیاض بن غنم ﷺ کو اسی حالت میں مدینہ لایا گیا۔ سیدنا عمر ﷺ نے ان کا وہ کرتہ اتروا کر کھردرے کپڑے کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ریوڑ دیا کہ اسے چراؤ۔

۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ نے کوفہ میں اپنے لیے گھر بنوایا، جس میں ڈیوڑھی بھی تھی، حضرت عمر ﷺ نے اس خیال سے کہ اس ڈیوڑھی سے اہلِ حاجت کو رکاوٹ نہ ہو، محمد بن مسلمہ ﷺ کو بھیجا کہ جاکر ڈیوڑھی کو آگ لگا دیں۔

۹۔ بیت المال کا کپڑا سب میں تقسیم ہوا مگر لمبے آدمی کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا، جب لوگوں نے حضرت عمر ﷺ کو اسی کپڑے کا کرتہ پہنے دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور اعتراض کردیا۔ آپ کے بیٹے نے کھڑے ہوکر وضاحت دی کہ میں نے اپنے حصے کا کپڑا اپنے والد کو دیا ہے تو ان کا کرتہ بنا ہے۔ گویا اپنے اثاثہ جات کی MoneyTrail دینے کا نظام بھی آپ کے دور میں وضع ہوا۔

۱۰۔ شام کی فتح کے بعد قیصرِ روم سے دوستانہ مراسم ہوگئے۔ ایک دفعہ آپ کی زوجہ امِ کلثوم نے قیصر روم کے گھر والوں کے لیے خوشبو بھجوائی۔ جواباً انہوں نے تحفۃً جواہرات بھجوائے۔ جب حضرت عمر ﷺ کو معلوم ہوا تو اپنی زوجہ سے فرمایا: اگرچہ عطر تمہارا تھا مگر شام تک لے جانے والا قاصد سرکاری تھا۔ اسے سرکاری پیسے سے تنخواہ ملتی تھی۔ غرض آپ نے وہ جواہرات بیت المال میں جمع کروادیے۔

۱۱۔ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوگئے، معالج نے شہد کا مشورہ دیا۔ آپ کے پاس شہد نہیں تھا مگر بیت المال میں موجود تھا۔ آپ نے مسجدِ نبوی میں جاکر لوگوں سے پوچھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں۔

بظاہر یہ باتیں بڑی مشکل معلوم ہوتی ہیں مگر سیدنا عمر ﷺ کے لیے مساوات کا یہ نظام قائم کرنا مشکل نہ تھا۔ اس لیے کہ اسلام کی یہ تعلیمات حقیقی معنی میں آپ کے اندر راسخ ہوچکی تھیں۔

حضرتِ عمرِ فاروق ﷺ اور رعایا کی داد رسی

طرزِ زندگی میں سادگی تھی مگر شاہانِ وقت آپ سے ڈرتے تھے۔ دوسری طرف آپ اپنی رعایا کی داد رسی کے لیے ہر ممکن کاوشیں بروئے کار لاتے۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ امام غزالی فضائح الباطنیۃ میں بیان کرتے ہیں کہ یزدگرد شہریار شہنشاہِ فارس نے اپنا ایک قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ اس شخص کے حالات معلوم کرکے آؤ جس کے رعب سے بادشاہ بھی ڈرتے ہیں۔ جب یزدگرد کا قاصد مدینہ پہنچا تو لوگوں سے پوچھا کہ آپ کا بادشاہ کہاں ہے؟ جواب ملا، ہمارے ہاں بادشاہ نہیں ہوتے بلکہ امیر ہوتا ہے۔ ایک شخص اس قاصد کو سیدنا عمر ﷺ کے پاس لے گیا۔ وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ شخص جس سے دنیا ڈرتی ہے، وہ اپنا عصا سرہانے رکھے زمین پر سو رہا ہے اور آپ کے پسینے سے زمین بھی تر تھی۔ یہ دیکھ کر شہنشاہِ فارس کا قاصد حیران رہ گیا یہ ہے وہ شخص جس کے رعب سے پوری دنیا ڈرتی ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کی کوشش ہوتی تھی کہ رعایا کے حالات زیادہ سے زیادہ خود معلوم کریں۔ ایک دفعہ سفرِ شام سے واپسی کے دوران راستے میں ایک خیمہ دیکھا، سواری سے اترے، ایک بوڑھی عورت نظر آئی، اس سے پوچھا عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟ کہنے لگی: شام سے روانہ ہو چکا ہے مگر خدا اسے پوچھے، مجھے اس کی طرف سے آج تک ایک حبہ بھی نہیں ملا۔ آپ نے کہا: عمر کو اتنی دور کا حال کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ بولی: اگر عمر کو رعایا کے حالات معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے؟ اس جواب پر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور رونے لگے۔ پھر اس عورت کو ضروریات زندگی کی اشیاء بہم پہنچائیں۔

۳۔ ایک بار ایک قافلہ مدینہ منورہ آیا، شہر کے باہر پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ اُس قافلے کی خبر گیری اور حفاظت کے لیے خود تشریف لے گئے۔ پہرہ دیتے ہوئے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی، دیکھا تو ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود میں رو رہا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر بچے کی ماں نے بتایا کہ خلیفہ عمر ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جب تک بچے دودھ نہ چھوڑ دیں، اس وقت تک بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر نہیں ہوگا۔ میں نے اس غرض سے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب وہ دودھ کے لیے روتا ہے۔ آپ نے سنا تو کہنے لگے: ہائے عمر! تو نے کتنے بچوں کا حق مارا ہے۔ اسی دن سے منادی کرادی کہ بچہ جس دن پیدا ہو، اسی دن سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

۴۔ کہتے ہیں کہ جس سال عرب میں قحط پڑا، آپ نے قسم کھائی کہ وہ بھی گوشت یا کوئی اور لذیذ چیز نہیں کھائیں گے، یہاں تک کہ قحط ختم ہوگیا اور خوشحالی آگئی۔ مگر آپ نے پھر بھی ان مذکورہ اشیاء کو نہ کھایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تو کھاؤں اور میری رعایا میں سے کسی کو یہ نصیب ہی نہ ہوں۔

یہ وہ طرزِ حکومت تھا جس نے سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کی خلافت کو آج بھی اسی طرح زندہ رکھا ہوا۔ آج بھی لوگ اچھی حکمرانی کے لیے ان کے دورِ خلافت کی مثالیں دیتے ہیں۔ سیدنا عمر ﷺ کے دورِ خلافت کی بے شمار مثالیں ایسی ہیں جو ہمارے حکمرانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ان مثالوں پر عمل پیرا ہونے کے دعوے کرنا تو بہت آسان ہے مگر اس کے لیے عدل و انصاف، احتساب، امانت اور دیانت کے اصولوں پر کاربند ہونا ہوگا۔ نظامِ حکومت چلانے کے لیے ایسے باکردار اور اہل لوگوں کو ساتھ ملانا ہوگا جن کے اندر منافقت نہ ہو، ملک و قوم اور دینِ اسلام کے لیے مخلص ہوں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو خلوصِ نیت اور صدق کے جذبات کے ساتھ قوم کی بہتری کے لیے بروئے کار لائیں۔

مولانا شبلی نعمانی نے الفاروق میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان ﷺ سے پوچھا کہ میری کابینہ کے اندر کوئی منافق شخص بھی ہے؟ حضرت حذیفہ بن یمان ﷺ کو چونکہ حضور ﷺ نے تمام منافقین کے نام بتادیئے تھے اور انہیں صیغہ راز میں بھی رکھنے کا حکم دیا تھا، لہذا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ایک شخص منافق ہے، مگر نام نہیں بتا سکتا۔ حذیفہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ حضرت عمر ﷺ نے اس شخص کو اپنے ذرائع سے ڈھونڈ کر عہدے سے معزول کر دیا۔

ہمارے حکمرانوں کو اگر ریاستِ مدینہ اور خلافتِ عمر ﷺ کے زریں کارناموں اور اصولوں کی روشنی میں نظامِ حکومت چلانے کی خواہش ہے تو مذکورہ اصولوں پر سمجھوتہ کئے بغیر دلیرانہ انداز میں آگے بڑھنا ہوگا۔ بصورتِ دیگر صرف نعرے اور دعوے رہ جائیں گے جو پہلے حکمران بھی کرتے آئے ہیں اور پھر ان میں اور اُن میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ بحضورِ الٰہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کے طرزِ خلافت سے رہنمائی اور روشنی لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ❁❁❁

امن کے عالمی دن کی مناسبت سے خصوصی تحریر

قیامِ امن کیلئے انقلابی لائحہ عمل

شکست خوردہ سوچ، نیم دلانہ تدابیر سے چیلنجز سے نمٹنا ناممکن ہے

پرامن معاشرہ کی تشکیل کیلئے نظام تدریس اور نصاب میں اصلاحات ناگزیر ہیں

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل)

مسلم دنیا اس وقت شدید بحران کا شکار ہے۔ اس کے پاس ایک اچھی قیادت اور ویژن دونوں کی کمی ہے جو اس کی ڈوبتی ناؤ کو ساحل تک باحفاظت لے جائے۔ شکست خوردہ سوچ اور نیم دلانہ تدابیر کے ساتھ کبھی بھی چیلنجز کا نہ مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کرنا چاہیے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرانے کے رجحان کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ اُمتِ مسلمہ کو درپیش بحران شدید تر ہیں، ان سے نبٹنے کے لیے بیداریٔ شعور، تجدیدِ فکر اور سوچ میں انقلابی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

سیاسی وفکری مبصرین کے درمیان ایک اجتماعی اتفاق پایا جاتا ہے کہ تحفظ پسندانہ بنیادوں پر قیامِ امن اور انتہا پسندانہ افکار کے خاتمے، مکالمہ کے فروغ، سماجی و اقتصادی سطح پر ترقی اور ماضی کی غلطیوں سے سیکھ کر درست اقدامات کر کے حقیقی راہ سے برگشتہ communities کو صحیح راہ پر لایا جاسکتا ہے۔ صرف عسکری آپریشن تنہا دیرپا حل فراہم نہیں کر سکتا۔ نیز مدارس سے مختلف منفی اثرات کو ختم کرنے کے لیے درج ذیل پالیسی اقدامات اٹھائے جانے چاہییں:

ا۔ نظامِ تدریس اور نصاب میں اِصلاحات

مدارِس سے اِنتہا پسندانہ اَفکار و نظریات کے خاتمے کے لیے سب سے بنیادی ضرورت نصابی اِصلاحات کی ہے۔ مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب قدیم زمانوں سے جوں کا توں چلا آ رہا ہے۔ اسے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور اس میں جدت لانے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ فوری طور پر مذہبی مدارس کے نظام اور نصاب میں اصلاحات کو یقینی بنایا جائے اور مدارس کے نصاب کے لیے متفقہ قومی مانیٹرنگ سیل تشکیل دیا جائے۔ جو تمام مدارس کے نصابات میں سے انتہا پسندانہ افکار کی نشان دہی کرنے اور اسے نکالنے کا ذمہ دار ہو۔ تمام مدارس اس سیل سے اپنا نصاب review کروانے کے ذمہ دار ہوں اور منظور شدہ نصاب کے علاوہ کسی بھی دوسرے نصاب کے پڑھانے پر پابندی عائد ہو۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے شہرۂ آفاق اور مبسوط تاریخی فتویٰ 'دہشت گردی اور فتنہ خوارج' میں رقم طراز ہیں:

''آج ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ حکومت پاکستان سرکاری اساتذہ اور اَئمہ اوقاف کے تربیتی کورسز کی طرح تمام دینی مدارس کے اساتذہ کے لئے بھی کورسز کا اہتمام کرے۔ اس کے لئے ماہرینِ علم اور اعتدال پسند علماء اور دانش وروں کی خدمات و تعاون حاصل کیا جائے۔ ان تربیت گاہوں میں مختلف مسالک کے علماء کے باہمی میل جول، تبادلہ خیال اور مذاکرات کے ذریعے جہاں غلط فہمیوں اور فکری مغالطوں کا ازالہ ہوگا وہاں ان میں تحمل و رواداری اور قلبی و نظری وسعت کو بھی فروغ ملے گا اور اِن کا ذہنی اُفق بھی وسیع ہوگا۔ دینی اداروں کے ان اساتذہ کرام کے مثبت رویوں کا ان شاء اللہ ان کے تلامذہ پر بھی اثر ہوگا اور

وہ تنگ نظری و انتہا پسندی کے خول سے باہر نکل سکیں گے۔

۲۔ اَمن پر مبنی نصابِ تعلیم کا نفاذ

تعلیمی اداروں میں نصاب تعلیم اسلام کے پیغامِ محبت، امن اور تحمل و برداشت کی تعلیمات پر مبنی ہو۔ معاشرے میں موجود دیگر communities کے ساتھ باہمی ہم آہنگی، رواداری، تحمل و برداشت اور پرامن بقائے باہمی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کاوشیں کرنا اس نصاب کی اوّلین ترجیحات میں سے ایک ہونا چاہیے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایات کی روشنی میں نہ صرف فروغِ امن اور انسدادِ دہشت گردی کا اسلامی نصاب مرتب ہو چکا ہے بلکہ ملک بھر کے تعلیمی اداروں کے لیے بھی ایک ایسا نصابِ تعلیم تشکیل دیا جاچکا ہے جو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔

۳۔ اساتذہ وعلماء کے لیے تربیتی اداروں کا قیام

مذہبی رواداری سے متعلق ایک اور اہم اصول جو غور و فکر اور توجہ کا محتاج ہے، وہ علماء کرام اور مبلغین کی تعلیم و تربیت کے لیے ایسے دینی اداروں کے قیام و انصرام سے متعلق ہے، جو مسلکی تنگ نظری سے ماوراء ہو، جہاں ہر مسلک و مکتبِ فکر کا طالبِ علم آزاد ماحول میں درس و تدریس کے مواقع سے استفادہ کر سکے۔ برصغیر میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے دور کا آغاز مختلف مسالک کی دینی درسگاہوں اور تدریسی اداروں کے جداگانہ قیام سے ہوا تھا۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات تھی۔ اس دور میں مختلف مکاتبِ فکر کے جدا جدا مدارس معرضِ وجود میں آ گئے۔ ان درس گاہوں سے تعلیم و تربیت پانے والے طالب علم ایک مخصوص ماحول میں تحصیل علم کے بعد جب باہر نکلے اور مسندِ علم و ارشاد پر فائز ہوئے تو ان کے دل و دماغ مسلک کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے تھے۔ اُن کے اعمال و کردار میں اس وابستگی کی گہری چھاپ نمایاں تھی۔ علماء کی یہ کھیپ مساجد کے منبر و محراب سے دین کے بنیادی مسائل سے صرف نظر کر کے اپنے اپنے مسلک اور عقائد کا پرچار کرنے لگی۔ فروعی اختلافات میں اُلجھ کر علماء ایک دوسرے کو معاندانہ تنقید اور تفسیق کا نشانہ بنانے لگے۔ اس طرح مسلکی رواداری کے برعکس انتہا پسندی جڑ پکڑ گئی اور فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری کی آگ بھڑک اٹھی، جس سے انتشار و افتراق، فتنہ و فساد اور نااتفاقی نے جنم لیا اور وحدتِ ملی کے تصور کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ نتیجتاً اُمت گروہوں اور دھڑوں میں بٹ گئی۔

۴۔ تعلیمی نظام میں بنیادی اصلاحات

تعلیمی نظام میں بنیادی اور وسیع پیمانے پر اصلاحات اور مؤثر پلاننگ کے بغیر تعلیم کو عام نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی متشدد انتہا پسندی کا خاتمہ ممکن ہوسکتا ہے۔ تین دھڑوں میں تقسیم نظامِ تعلیم نے وطنِ عزیز میں بسنے والے افراد کے درمیان طبقاتی تقسیم کو مزید گہرا کر دیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں جدید و قدیم علوم کا امتزاج ہونا چاہیے۔ یہ مذہبی اداروں کی Isolation کو ختم کرے گا اور پاکستان کے نظامِ تعلیم کے مرکزی دھارے کے ساتھ ہم آہنگ کر کے ترقی کی نئی راہیں کھولے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ یکساں نظامِ تعلیم ملک میں متعارف کرایا جائے۔ یہ ایک ایسا اقدام ہوگا جس کے ذریعے پاکستان میں پھیلی طبقاتی تقسیم کا خاتمہ ہو سکے گا اور خوابیدہ صلاحیتوں کے حامل طلباء کی کثیر تعداد ملک و قوم کی بہتری کے لیے میسر ہوگی۔

بین المسالک ہم آہنگی کی بحالی اور اسلام کے سیاسی نظام کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کے لیے ضروری ہے کہ ایسے تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں جو اہم تحقیقات کی حوصلہ افزائی کریں، جو آزادانہ سوچ کے حامل ہوں، جن کا مقصد موجودہ مسائل کا بصیرت پر مبنی حل تلاش کرنا ہو۔

۵۔ جدید موضوعات سے روشناس کرانا

عام طور پر یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ مذہبی اداروں کے تعلیم یافتہ علماء کئی کئی گھنٹوں تک مختلف نزاعی موضوعات پر بآسانی تقاریر کر کے امت کو فروعی مسائل میں تو الجھائے رکھتے ہیں لیکن امت مسلمہ کو درپیش جدید مسائل مثلاً: اسلامی اقتصادی نظام، اقوامِ عالم کے ساتھ بین الاقوامی

تعلقات، جنگ اور امن کے حوالے سے قانونی طریقۂ کار، اسلامی تہذیب وتمدن اور ثقافت، سیاسی پالیساں، اسلامک پینل کوڈ اور اسلامی طرزِ زندگی کے استحکام کا ضابطہ وغیرہ کے حوالے سے ان کی معلومات نہایت محدود ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے اور امتِ مسلمہ کو درپیش کثیر الجہتی مسائل کا حقیقت پسندانہ اور قابلِ عمل حل اسی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے جب علمائے دین قرآن وسنت کی روشنی میں جدید و قدیم علوم سے مکمل آشنا ہوں گے اور علم القانون اور دینی علوم پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ بین المسالک (intra-faith)، بین المذاہب (interfaith) اور بین الاقوامی سطح پر پائی جانے والی عصری وتہذیبی مسائل کو address کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں گے۔

۶۔مؤثر روحانی تربیت کا نظام

تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے علمی، نظریاتی اور عملی احیاء کے لیے ایسے مراکز قائم کیے جانے چاہییں جو اس اَخلاقی اور روحانی اِنقلاب کا اِحیا کر سکیں جو کہ قرونِ اُولیٰ و وسطیٰ میں پایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے عملی تصوف کی تعلیمات میں اس انداز سے نئی روح پھونکنے کی ضرورت ہے کہ وہ اخلاقی و روحانی اقدار از سرنو بحال ہوسکیں، جنہیں پھیلانے کے لیے عظیم اولیاء ہر دور میں آتے رہے اور زندگی کے ہر شعبے میں تصوف کو عملی طور پر نافذ کرتے رہے۔ اسلامی تاریخ کے آئینے میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اخلاقی و روحانی تربیت اور انسانی کردار سازی کا عظیم کام حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں اصحابِ صفہ کے نام سے شروع ہوا تھا جو مسجد نبوی میں ایک تربیتی طرز کا ادارہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابۂ کرام اور تابعین کے بعد یہ فریضہ خانقاہی نظام کے عظیم صوفیاء کرام کی زیرنگرانی قرونِ وسطیٰ میں سرانجام دیا جاتا رہا۔ آج ایک ایسی روحانی تحریک کی ضرورت ہے جو اسی اخلاقی اور روحانی نظام کی حقیقی صورت کو پھر سے بحال کر سکے تاکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور کردار سازی کو ممکن بنایا جا سکے۔

۷۔غیر متزلزل سیاسی قوتِ فیصلہ کی ناگزیریت

متشدد انتہا پسندی کے خاتمہ کے لیے ایسی غیر متزلزل سیاسی قوتِ فیصلہ کی ضرورت ہے جو اسے ختم کر سکے، کیوں کہ انتہاپسندی کے خاتمہ کے لیے کیے جانے والے بنیادی اقدامات اکثر عزم مصمم نہ ہونے کی وجہ سے اپنے مقصد سے ہٹ جاتے ہیں۔ ریاستی اور معاشرتی سلمیت کے لیے طویل المیعاد خطرات کی حامل انتہا پسندی کا مکمل خاتمہ حکومت کی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔

اگر پاکستان میں نظامِ تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان میں تعلیم اُن امور میں سے ہے جس کو حکومتوں نے کبھی اہمیت ہی نہیں دی ہے۔ یہ پہلو سب سے زیادہ عدمِ توجہ کا شکار ہے۔ جس کی بنیادی وجہ ریاست کا بیرونی مسائل میں الجھے ہونا ہے۔ اقتدار کو نسل در نسل منتقل کرنے والی حکومتیں تعلیم کو بنیادی وسائل فراہم کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہیں۔ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے گزشتہ 70 سال کے عرصے میں 20 تعلیمی پالیسیوں کا اعلان کیا گیا لیکن کسی ایک پر بھی کما حقہٗ عمل نہ ہو سکا۔

اس پس منظر میں پاکستان کے نظامِ تعلیم کے حوالے سے مؤثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ عمومی اور رسمی تعلیم اس پلاننگ کے ساتھ دی جانی چاہیے کہ وہ جدید سائنس، ٹیکنالوجی اور انجینئرنگ کی تعلیم کی راہ ہموار کر سکے۔ تکنیکی اور پیشہ وارانہ طرزِ تعلیم پر خصوصی توجہ مرکوز کرنی چاہیے جو طلباء کو ضروری پیشہ وارانہ مہارتوں سے لیس کر کے انہیں بہترین روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں معاون ثابت ہو سکے۔

حصولِ تعلیم کے لیے صرف مدرسہ نظامِ تعلیم پر اکتفا کرنے کی بجائے ضروری ہے کہ طلباء کی مذہبی یا سیکولر تعلیم کے لیے اعلیٰ سطح پر مشاورت کی جائے جو ان کے مزاج، مہارتوں اور قابلیتوں کے مطابق ہو۔ حکومتی سطح پر اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کی سطح پر باقاعدہ کیریئر کونسلر تعینات کیے جائیں جو بچوں کے ذہنی

رجحان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہیں مناسب مشورے دے سکیں۔

۸۔ بیرونی امداد کو ضابطے کے تحت لایا جائے

حکومتی سطح پر ایک ایسا فورم تشکیل دیا جائے۔ جو دینی مدارس، تنظیمات اور جماعتوں کو آنے والی بیرونی فنڈنگ کا بغور جائزہ لے۔ ان دینی مدارس، تنظیمات اور جماعتوں کو بیرونی ممالک سے مسلکی، جماعتی، تنظیمی یا ادارتی بنیادوں پر براہِ راست فنڈنگ پر پابندی عائد کی جائے۔ مغربی ممالک سے وظائف (scholarship) کی مد میں آنے والی اِمداد کی طرز پر اسلامی ممالک سے آنے والی امداد کے لیے بھی قومی سطح پر ایک pool تشکیل دیا جائے جہاں سے مساوی طور پر فنڈز تقسیم ہوں۔

۹۔ مؤثر عدالتی نظام کا قیام

عدالتی نظام کو مؤثر بنانے کی ضرورت ہے، جس کا مقصد مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ ہو۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں اور اس کے مقاصد کو تباہ کرنے والوں کی سزا مقرر کی جائے۔ ایسے لوگ جو فرقہ وارانہ تشدد میں ملوث پائے جائیں ان کے لیے تعزیراتی کارروائی کرتے ہوئے انہیں کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔ یہ اقدام شرپسند عناصر کو لگام دینے میں مؤثر ثابت ہوگا۔ اِسی طرح دہشت گردی کی عدالتوں کے جج صاحبان کو دہشت گردی کے خوف سے بے نیاز ہو کر اسی جرات اور بے باکی سے دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ جات سنانے چاہییں، جس بے خوفی کا مظاہرہ وہ دیگر ملزمان کے خلاف فیصلہ جات کرتے وقت کرتے ہیں۔ سالوں یا مہینوں کی بجائے دنوں میں دہشت گردوں کو سزا دی جائے اور ان فیصلہ جات پر فوری عمل درآمد کرایا جائے۔

۱۰۔ قومی سلمیت اور سرحدوں کی حفاظت کو یقینی بنانا

پاکستان اس وقت تک فرقہ واریت کے ناسور سے چھٹکارا نہیں پا سکتا جب تک یہ ’اپنے دوستوں (حلیفوں)‘ کی خفیہ جنگ (proxy war) کے لیے میدانِ جنگ بنا رہے گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قومی سالمیت اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے (red lines) بنائی جائیں۔ بیرونی اثر و رسوخ اور بلا روک ٹوک تسلسل سے ملنے والے غیر ملکی سرمایے کے حصول کو نہ صرف ممنوع اور غیر قانونی قرار دیا جائے بلکہ اس کا حصول عملاً ناممکن بنا دیا جائے۔ غیر ملکی سطح پر فیصلہ سازی کے عمل میں قومی مفادات کو ہر حالت میں مدِ نظر رکھا جائے۔

۱۱۔ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانا

ریاست کو اپنا کھویا ہوا مقام بحال کرنے کی ضرورت ہے، جو غیر ریاستی عناصر کے ہاتھوں بتدریج نقصان کا شکار رہا ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب ریاست اپنے شہریوں کو ان کے جان و مال کے تحفظ کی مکمل یقین دہانی کروائے اور اس دوران غیر جانبدارانہ رویہ رکھے۔ ریاست کو فلاح و بہبود کی پالیسیوں پر عمل درآمد کے ذریعے ممتا کا کردار ادا کرنا چاہیے یعنی حقوق کی تقسیم میں بلا امتیازِ رنگ ونسل مساوی طرزِ عمل اختیار کرے۔ یہ شہریوں اور ریاست کے درمیان سماجی معاہدے کی تجدید کا مطالبہ کرتا ہے۔ ریاست اور اس کے اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے فریضہ کو ادا کرے، ایسا کرنے سے جمہوریت کی بحالی اور دوام میسر آئے گا۔

۱۲۔ بیداری شعور اجاگر کرنے میں میڈیا کا کردار

صوبائی، علاقائی، نسلی، لسانی، مذہبی تعصّبات اور فرقہ واریت کے نقصانات کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے میں میڈیا کلیدی کردار کا حامل ہے۔ ایسے لوگ جو وطنِ عزیز میں نفرت و عناد کے بیج بو رہے ہیں ان عناصر کو بے نقاب کرتے ہوئے ان کے خلاف لوگوں کا شعور بیدار کرنے اور قومی اتحاد و یگانگت کی فضا قائم کرنی چاہیے۔

۱۳۔ نوجوانانِ ملت کا کردار

نوجوانوں کو چاہیے کہ تشدد اور انتہا پسندی پھیلانے والوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ ایسے نام نہاد علماء اور سیاستدانوں کو مسترد کریں جو ہر وقت الزام تراشی میں مشغول رہتے ہیں اور مختلف مسالک اور گروہوں کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی توجہ اسلام کے حقیقی پیغام پر مرکوز رکھیں اور اسلام کی امن پر مبنی درست تعلیمات کو اپنانے کی کوشش کریں، جس کا درس حضور نبی

اکرم ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے دیا ہے، جنہیں بعد ازاں خلفائے راشدین، صحابہ کرام ﷺ، تابعین، تبع تابعین اور قرونِ اولیٰ کے ائمہ و پیروکاروں نے اپنے عمل کے ذریعے معاشرے میں فروغ دیا۔ اس طرح اجتماعی کاوشوں کے ذریعے ہم انتہا پسندی کو شکست دے سکتے ہیں۔

۱۴۔ نفرت انگیز تحریر و تقریر پر مکمل پابندی

دہشت گردی کی جڑیں انتہا پسندی، فرقہ واریت اور تکفیریت میں چھپی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کے باہم کفر کے فتوؤں کے اِجرا پر قانوناً پابندی عائد کی جائے اور اس کے لیے کڑی سے کڑی سزا مقرر کی جائے۔ نیز فرقہ واریت، انتہا پسندی، تکفیریت اور دہشت گردی کے فروغ کا سبب بننے والے لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم پر کلیتاً پابندی عائد کی جائے۔

۱۵۔ اِختلافِ رائے کے اِحترام کی تعلیم

اگر ہم مسلم کمیونٹی میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں فراخ دلی سے اختلافِ رائے کا احترام کرنا ہوگا۔ ان معاملات کو کبھی بھی نزاعی مسائل نہیں بنانا چاہیے۔ اِختلافِ رائے کو عوام میں جھگڑوں اور دشمنی میں بدلنے کے بجائے علماء کے مابین علمی نوعیت کا ہی رہنا چاہیے جو آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کا باعث بنے گا۔ صحابہ کرام ﷺ، تابعین و تبع تابعین، پیروکاروں اور چاروں ائمہ کے درمیان کئی مسائل پر اختلاف رائے پیدا ہوتا تھا لیکن ان کے اختلافات کبھی بھی باہمی جھگڑوں اور دشمنی میں نہیں بدلے تھے۔

لہٰذا یہ طے کیا جانا ضروری ہے کہ اختلاف رائے کہاں جائز ہے اور کہاں ناجائز؟ اس مسئلہ کے حل کے لیے ہمیں دو خاص نکات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے:

۱۔ اختلافِ رائے کو مذہب کے بنیادی اور حتمی مسئلہ کے طور پر نہیں سمجھنا چاہیے۔

۲۔ اگر اختلاف رائے مذہب کے ثانوی اور غیر قطعی اصولوں کے ذریعے حل ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں کی تاریخ میں اہلِ سنت والجماعت سوادِ اعظم (بڑی اکثریت) میں اختلاف رائے کبھی بھی عداوت، مخالفت اور بری خواہش کا نتیجہ نہیں تھا۔ مگر آج بدقسمتی سے مسلمانوں کے درمیان معاملات ناقابل مفاہمت صورت حال اختیار کر چکے ہیں۔

جب اختلاف رائے کو تحمل سے سنا اور قبول نہیں کیا جائے گا تو یہ عمل تنگ نظری متصور ہوگا جو بعد ازاں غیر متشدد اور غیر مسلح انتہا پسندی میں بدل جائے گا۔ آج بعض مخصوص مدارس اور مذہبی تعلیمی ادارے اسی رجحان کو فروغ دینے کی نرسریاں ثابت ہو رہے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں علمی اختلافات کبھی بھی جھگڑوں اور طویل المیعاد conflicts میں نہیں بدلے تھے۔ اسلام کی روح میں مشاورت و جمہوریت کارفرما ہے، وہ تمام انسانوں سے مساوات اور برابری کی سطح پر مخاطب ہوتا ہے۔ آقائیت اور پاپائیت کا تصور اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں۔ مزید برآں دعوتِ دین اور تبلیغ حق کا فریضہ ادا کرتے ہوئے شائستگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا یکسر روا نہیں۔ اسلام کی رواداری اور وسیع المشربی اس بات کی متقاضی ہے کہ مخالفین کے نقطہ نظر کو تحمل، خندہ پیشانی اور قوتِ برداشت سے سنا جائے اور کسی پر زبردستی اپنی بات نہ ٹھونسی جائے۔ لیکن آج صورت حالت اس کے بالکل برعکس ہے اور کسی کے معمولی سے معمولی اختلافِ رائے کو بھی برداشت نہیں کیا جاتا جس کی اسلام میں اجازت ہے۔

۱۶۔ نزاعی مسائل کا متفقہ حل

اس وقت متنوع معاشی، سیاسی اور بین الاقوامی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں حکومت اور عوام کی انتہائی اہم مشترکہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ علماء دین کو قرآن و سنت کی توضیح و تشریح کی ذمہ داری سونپیں تاکہ وہ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق باہمی موافقت کے ساتھ مسلسل تحقیق کے ذریعے مسائل کا مثبت اور تسلی بخش جواب فراہم کرسکیں۔ اس کے لیے ایسے علماء کا انتخاب کیا جانا چاہیے جو اس تفویض کار کو سرانجام دینے کے قابل ہوں اور قرآن وسنت سے ماخوذ شریعہ پر مہارت رکھتے ہوں، جس کا استعمال جدید سائنسی علوم سے آگاہی کے بغیر ممکن نہیں۔ اختلافی اور نزاعی معاملات کا ایسا متفقہ حل قرآن و سنت کی روشنی میں مستعد کاوشوں کے ذریعے تلاش کیا جائے، جو

بدلتے ہوئے تقاضوں سے مکمل ہم آہنگی رکھتا ہو۔

۱۷۔ مستقل مصالحتی کمیشن کا قیام

مختلف مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل ایک سپریم کونسل قائم کی جائے جو قانونی طور پر ہر قسم کی فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کرے۔ ایک ایسا ضابطہ اخلاق ترتیب دیا جائے جو اس بات کی ضمانت فراہم کرے کہ کوئی بھی ادارہ کسی دوسرے پر بلا واسطہ یا بالواسطہ طعن و تشنیع نہیں کرے گا، یہ کونسل باوقار اور مؤثر علماء پر مشتمل ہونی چاہیے۔ ان علماء کے ذریعے اس بات کی یقین دہانی کرائی جائے کہ کوئی بھی مبلغ، خطیب یا مصنف اس ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ نہ صرف ان علماء کو جواب دہ ہوگا بلکہ اس کے خلاف اداراتی و تنظیمی سطح پر تعزیراتی کارروائی بھی عمل میں لائی جائے گی۔

حکومت کو چاہیے کہ دو مختلف مکاتب فکر کے درمیان پیدا ہونے والی نزاعی صورت حال میں ان تنازعات سے نبٹنے کے لیے سرکاری سطح پر مستقل بنیادوں پر ایک مصالحتی کمیٹی تشکیل دے۔ مسائل اور جھگڑے مقامی سطح پر باہمی ہم آہنگی کے ذریعے حل نہیں ہوسکتے، اس وجہ سے جھگڑے اور تنازعات بڑھتے بڑھتے بڑے پیمانے پر فرقہ واریت اور کشمکش کی صورت اختیار کرجاتے ہیں اور اس طرز کے مسلسل رونما ہونے والے واقعات اتحاد کو کمزور کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ o اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَo (البقرة، ۲: ۱۱-۱۲)

’’اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد بپا نہ کرو، تو کہتے ہیں: ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیںo آگاہ ہو جاؤ! یہی لوگ (حقیقت میں) فساد کرنے والے ہیں مگر انہیں (اس کا) احساس تک نہیں‘‘۔

مذکورہ بالا آیات میں ان لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے جنہوں نے قومی اتحاد سے اپنے منہ پھیر لیے ہیں اور بغاوت اور فتنہ وفساد کی راہ اختیار کرلی ہے۔ جب انہیں اس باغیانہ طرزِعمل کو چھوڑنے کا کہا جاتا ہے تو یہ مٹھی بھر افراد کا گروہ خود کو مصلح کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ دراصل یہی لوگ معاشرے میں انتشار اور فتنہ وفساد پھیلانے کے ذمہ دار ہیں اور فرقہ وارانہ تخریبی سرگرمیاں بھی بلاشبہ فتنہ و فساد کے زمرے میں ہی آتی ہیں۔ اسے قرآن حکیم نے بہت بڑا جرم قرار دیا ہے کہ یہ فتنہ وفساد قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔

فرقہ وارانہ تخریبی سرگرمیوں کے ذریعے مسلم معاشرے کے اتحاد کو متزلزل کرنا درحقیقت زمین پر انتشار اور بدنظمی کو جنم دیتا ہے اور شریعت محمدی کی روشنی میں زمین پر انتشار اور فتنہ پروری جیسے قبیح جرائم کے لیے قطعاً کوئی استثنا یا معافی و رخصت نہیں ہے کیوں کہ ان کے جملہ اقدامات سراسر اسلام کے منافی ہوتے ہیں۔

منفی اور تخریبی سرگرمیوں کے خلاف مذہبی سطح پر مثالی پینل کوڈ کے نفاذ کی ضرورت ہے تاکہ اس قسم کی تخریبی سرگرمیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزا دے کر ان کا کلیتاً خاتمہ کیا جا سکے۔ المختصر یہ کہ اس طرح کی انتہا پسندانہ اور فتنہ پرور کارروائیاں مذہب کے نام پر روا رکھی جاتی ہیں لیکن یہ واضح ہونا چاہیے کہ ان کے خلاف اٹھائے جانے والے تعزیراتی اقدامات سے کسی صورت بھی مذہب کا تقدس پامال نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اسے کسی صورت بھی مذہبی سرگرمی تصور نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ اسے مذہب اور عقیدے کے خلاف ایک منافقانہ سازش کے طور پر بیان ہونا چاہیے۔ ❁❁❁❁❁

انتقالِ پُرملال

گذشتہ ماہ مرکزی نظامتِ مالیات تحریک منہاج القرآن کے آفس میں خدمت سرانجام دینے والے نوجوان کارکن محترم سید بلال شاہ نہایت مختصر علالت کے بعد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم گذشتہ 5 سال سے مرکزی سیکرٹریٹ پر نہایت خلوص، محبت اور محنت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحوم کے انتقال پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی دورہ یورپ

جذبہ ایثار انسانیت کی معراج ہے

سمندر پار پاکستانیوں کے کردار میں جس قدر رواداری، محبت اور برداشت ہوگی، اسلام کی مہک اتنی ہی دور تک جائے گی

’’انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خطابات، مختصر رپورٹ

محمد یوسف منہاجین

یورپین ممالک میں مقیم پاکستانی اور مسلمان خاندانوں کے لاکھوں بچے اور بچیوں کو اسلام کی آفاقی، اخلاقی تعلیم و تربیت اور امن و روحانی پہلوؤں سے روشناس کروانے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کے پلیٹ فارم سے گذشتہ 38 سالوں سے مصروفِ عمل ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اسلامیانِ پاکستان کی علمی آبیاری و تربیت کے ساتھ ساتھ بیرون ملک مقیم پاکستانی خاندانوں اور ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کی علمی، اخلاقی تربیت کے ضمن میں قومی، ملی و دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے کبھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ بیرون ملک مقیم پاکستانی ملک اور اسلام کے سفیر ہیں، ان کی تعلیم و تربیت عصرِ حاضر کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کو آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کی جو توفیق اور سعادت بخشی ہے، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے شب و روز مصروفِ عمل ہیں۔ سوشل میڈیا کے دور میں نوجوان نسل کو گمراہ کرنے والے عناصر، گروپس اور جماعتیں اجتماعی اور انفرادی سطح پر متحرک ہیں۔ وہ مسخ شدہ معلومات فراہم کر کے نوجوان نسل کے ذہنوں کو پراگندہ کر رہے ہیں۔ اس صورت حال میں اسلام کی حقیقی پُر امن تعلیمات کو اجاگر کرنا دورِ حاضر کی اولین قومی، ملی، دینی، انسانی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ تحریک منہاج القرآن کتاب اور خطاب کی صورت میں اسلاف کے علمی، تحقیقی کلچر کو پروان چڑھا کر آئندہ نسلوں کے مستقبل کے تحفظ کے لیے کوشاں ہے۔

ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 30 جون 2018ء سے 24 اگست 2018ء تک یورپ کے مختلف ممالک کا علمی، تربیتی اور تنظیمی دورہ ترتیب دیا۔ اس دورہ میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی اور منہاج القرآن یورپ کے اعلیٰ عہدیداران بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس دورہ میں آپ نے ’انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی‘ کے موضوع پر متعدد سیمینارز، کانفرنسز اور کونشنز سے درج ذیل شیڈول کے مطابق خطابات فرمائے:

ا۔ برطانیہ: بریڈفورڈ، یکم جولائی 2018ء
۲۔ برطانیہ: لندن ساؤتھ زون، 3 جولائی 2018ء
۳۔ یونان: ایتھنز، 8 جولائی 2018ء
۴۔ سپین: بارسلونا، 14 جولائی 2018ء
۵۔ اٹلی: بریشیا، 21 جولائی 2018ء
۶۔ اٹلی: اریزو، 22 جولائی 2018ء
۷۔ آسٹریا: ویانا، 24 جولائی 2018ء
۸۔ جرمنی: برلن، 27 جولائی 2018ء
۹۔ جرمنی: فرینکفرٹ، 30 جولائی 2018ء

۱۰۔ناروے :اوسلو، 4اگست 2018ء

۱۱۔سویڈن :سٹاک ہوم، 5اگست 2018ء

۱۲۔مالمو، 9 اگست 2018ء

۱۳۔ پہلاالہدایہ کیمپ (ڈنمارک) 10 تا 12اگست 2018ء

۱۴۔ دوسراالہدایہ کیمپ (نیدرلینڈز) 17 تا 19 اگست 2018ء

۱۵۔فرانس :پیرس، 24اگست 2018ء

یہ دورہ تادمِ تحریر جاری و ساری ہے۔ اس سلسلہ کا آخری پروگرام 24 اگست کو پیرس (فرانس) میں منعقد ہوگا۔ یکم جولائی تا 8، اگست تک کے پروگرامز اور شیخ الاسلام کی اِن ممالک میں مصروفیات کی اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

1۔ برطانیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے اس خصوصی دورہ کا آغاز برطانیہ سے ہوا۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل UK کے زیراہتمام یکم جولائی تا 6 جولائی 2018ء درج ذیل پروگرامز منعقد ہوئے:

ا۔ نارتھ زون UK: نارتھ زون تنظیمات کے زیر اہتمام 'انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی' کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی شرکت کی۔ چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ، منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے قائدین اور نارتھ زون کی جملہ تنظیمات و کارکنان اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا:

اللہ تعالیٰ حسنِ اخلاق اور خود پر دوسروں کو ترجیح دینے والوں کو پسند کرتا ہے۔ معاشرتی سطح پر ہمیں اپنی طبیعتوں میں حسنِ اخلاق پیدا کرنا ہوگا۔ دوسرے لوگوں کے لیے ایثار، محبت اور تعاون کا جذبہ پیدا کرنا ہی انسانیت کی معراج ہے۔ ہمیں اس جذبہ کو انسانی فکر میں ڈھالنا ہوگا۔ کیونکہ اگر دلوں میں الفت، اخوت اور ایثار پیدا ہو جائے تو یہ انسانی ترقی کا راز ہے۔ پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن اندھیرے میں روشنی کی کرن ہیں۔ ہم پاکستان اور پاکستان کے باہر اسلام کے علم، امن اور رواداری کے پیغام کو عام کر رہے ہیں۔ بیداریٔ شعور کے لیے مشرق تا مغرب میری جدوجہد اور سفر آخری سانس تک جاری رہے گا۔

۲۔ بریڈفورڈ: منہاج القرآن انٹرنیشنل بریڈ فورڈ کے زیراہتمام خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ اس پروگرام میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، ڈاکٹر زاہد اقبال اور منہاج القرآن انٹرنیشنل بریڈ فورڈ کے قائدین و کارکنان کثیر تعداد میں موجود تھے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلام دہشت گرد دین نہیں، بلکہ اسلام سے دہشت گردی کو جوڑا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام بذاتِ خود دہشت گردی کی ہر صورت کو رد کرتا ہے۔ اسلام نفرت کا دین نہیں بلکہ اسلام محبت، امن، اعتدال، برداشت اور وسعت کا دین ہے۔ اسلام انسانیت کی خدمت اور اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے کا دین ہے۔ اسلام امن، پیار اور رواداری کا دین ہے۔ مسلمان ساری دنیا میں اسلام کے سفیر ہیں۔ آج سمندر پار پاکستانیوں اور مسلمانوں پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ان کے کردار میں جتنی محبت، برداشت اور رواداری کی خوشبو ہوگی، اسلام کی مہک اتنی ہی دور تک پہنچے گی۔ آپ کے دلوں میں جتنی وسعت و برداشت ہوگی، تو اسی طرح ہی اسلام کی برداشت کا تصور لوگوں کے دلوں میں ہوگا۔

۳۔لندن: منہاج القرآن انٹرنیشنل لندن ساؤتھ زون کے زیراہتمام 6 جولائی 2018ء کو ورکرز کے لیے تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کیا۔ تربیتی نشست میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، ڈاکٹر زاہد اقبال اور منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے قائدین بھی موجود تھے۔ شیخ الاسلام نے انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر گفتگو کی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام سے مختلف طبقہ ہائے زندگی سے

تعلق رکھنے والی نمائندہ شخصیات اور منہاج القرآن کے قائدین و کارکنان نے خصوصی ملاقات کی۔

2۔ یونان

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مؤرخہ 6 جولائی 2018ء کو یونان ایتھنز ائیرپورٹ پہنچے۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کے صدر محمد اسلم چوہدری، ناظم محمد شاہد بٹ کی قیادت میں منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کے عہدیدران قائدین، ذیلی مراکز کے صدور، ناظمین، امام وخطیب، ایگزیکٹیو کونسل کارکنان اور صحافی برادری نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔

بعد ازاں تقریب میں شیخ الاسلام سے منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان، پاکستان عوامی تحریک یونان، منہاج یوتھ لیگ، منہاج پیس اینڈ اینٹی ٹیررزم اور تمام ذیلی مراکز سے تشریف لائے ہوئے عہدیدران کا تعارف کروایا گیا۔ عہدیداران میں صدر یورپین کونسل ظل حسن، صدر یورپین کونسل زون 3 اقبال وڑائچ، صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان محمد اسلم چوہدری، ناظم محمد شاہد بٹ، سینئر نائب صدر مرزا امجد جان، سینئر نائب صدر مرزا بشیر احمد بیگ، نائب ناظم ملک طارق شریف اعوان، صدر پاکستان عوامی تحریک یونان ڈاکٹر عبدالرزاق ناظم ارسلان خرم چیمہ و دیگر شامل تھے۔

☆ 7جولائی 2018ء کو منہاج القرآن انٹرنیشنل ریڈی یونان میں ورکرز کنونشن کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام میں صاحبزادہ حسن محی الدین قادری، حماد مصطفیٰ قادری، ظل حسین اور منہاج القرآن انٹرنیشنل زون 3 کے صدر اقبال وڑائچ نے خصوصی شرکت کی۔ پروگرام میں علامہ محمد نواز الازھری نے تلاوت قرآن مجید جبکہ محمد شاہد اکرم صدر منہاج القرآن انوفیتا اور منہاج نعت کونسل یونان انوفیتا کے صدر سجاد حسین قادری نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔

اس موقع پر شیخ الاسلام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام کارکنان آپس میں اتحاد، محبت اور بھائی چارے کے ساتھ رہیں۔ پاکستانی کمیونٹی کو ساتھ لے کر چلیں اور دیار غیر میں اسلام کے پرامن پیغام کو پھیلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دورہ یونان پر کارکنان کیساتھ افتتاحی نشست ایتھنز میں 8 جولائی کو منعقد ہوئی، جس میں شیخ الاسلام نے خطاب کیا۔ اس موقع پر یونان میں پاکستانی سفیر خالد عثمان قیصر مہمان خصوصی تھے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی بھی اسٹیج پر موجود تھے۔ پروگرام کی صدارت صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان محمد اسلم چوھدری اور محمد شاہد بٹ نے کی۔ تلاوت کی سعادت سید خالد محمود قادری نے حاصل کی جبکہ منہاج نعت کونسل نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج پوری دنیا کو امن کی ضرورت ہے لیکن عالم کو اس وقت تک امن نہیں مل سکتا، جب تک انسانی معاشرے میں امن نہ ہو، انسانی معاشرے پرامن ہوں گے تو پوری دنیا پرامن بن جائے گی۔ اس لیے آج پرامن معاشرے بنانے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر شخص پرامن ہو جائے۔

پروگرام کے آخر میں منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کی طرف سے یورپین کونسل کو اعلیٰ کارکردگی پر خصوصی شیلڈز دی گئیں۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کے صدر محمد اسلم اور ناظم تحریک منہاج القرآن یونان محمد شاہد بٹ اور شاعر منہاج القرآن یونان حاجی محمد بشیر کو بھی شیلڈ دی گئی۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کی طرف سے سفیر پاکستان خالد عثمان قیصر کو یونان میں پاکستانی عوامی فلاح و بہبود اور اعلیٰ خدمات سرانجام دینے پر منہاج القرن انٹرنیشنل یونان کی طرف سے شیلڈ دی گئی۔

پاکستان عوامی تحریک یونان کے صدر ڈاکٹر عبدالرزاق، امیر تحریک یونان غلام مرتضیٰ اور شیخ اسد الٰہی نے پروگرام کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ 8جولائی 2018ء کو پاکستانی کمیونٹی کی سرکردہ سیاسی و سماجی اور مذہبی شخصیات نے شیخ الاسلام سے ملاقات کی۔ 9 جولائی 2018ء کو شیخ الاسلام سپین کے لیے روانہ ہوئے۔

3۔ سپین

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دورہ یورپ کے دوران 13 جولائی 2018ء کو اسپین کے شہر بارسلونا پہنچے، بارسلونا ائیرپورٹ پر کارکنوں، منہاج القرآن سپین، منہاج یوتھ لیگ سپین اور منہاج القرآن سپین ویمن ونگ کے تمام مراکز کے عہدیدران و کارکنان کی بڑی تعداد نے آپ کا استقبال کیا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی بھی آپ کے ساتھ تھے۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سپین آمد پر پاکستانی کمیونٹی نے آپ کے اعزاز میں پروقار عشائیہ کا اہتمام کیا جو بارسلونا کے معروف قرطبہ ریسٹورنٹ میں 15 جولائی 2018ء کی شب منعقد ہوا۔ سپین کی نیشنل اسمبلی میں پہلے مسلمان ممبر اسمبلی محمد شعیب اور ڈپٹی گورنر کاتالونیا (سپین) نے بھی خصوصی شرکت کی۔ پروگرام میں سلسلہ شاذلیہ سے وابستہ سپینش نژاد مسلمان مشائخ کے ایک وفد نے بھی شرکت کی۔

پروگرام میں حافظ سعد نے تلاوت جبکہ قدیر احمد خان نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ پروگرام میں محمد اقبال چوہدری نے عشائیہ کے شرکاء مہمانوں اور تنظیمات کا تعارف کروایا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج پوری دنیا کو امن کی ضرورت ہے۔ دہشت گردی و انتہاء پسندی آج انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ دہشت گردی ایک رویہ ہے جو انتہاء پسندی سے جنم لیتا ہے۔ انتہاء پسندی تنگ نظری سے وجود میں آتی ہے۔ تنگ نظری علاقائی، مذہبی، لسانی اور سیاسی بھی ہوسکتی ہے۔ تنگ نظری سے تعصب کا رویہ جنم لیتا ہے۔ تعصب انسانوں کے درمیان نفرت پیدا کرتا ہے اور نفرت امن کو جلا دیتی ہے۔ دہشت گردی کا دنیا میں کوئی مذہب نہیں کیونکہ دہشت گردی خود انسانیت کی دشمن ہے۔ جو چیز انسانیت کی دشمن ہے تو وہ مذہب کی بھی دشمن ہے۔

☆ سپین میں پہلے مسلمان ممبر نیشنل اسمبلی محمد شعیب نے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہمارے لیے ہی نہیں پورے سپین کیلئے اہم شخصیت ہیں۔ ان کی اور منہاج القرآن کی خدمات قابل تحسین ہیں۔

سابق گورنر اور موجودہ ڈپٹی گورنر کاتالونیا مونسرات نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم کئی سالوں سے پاکستانی برادری کے ساتھ منسلک ہیں۔ پاکستانیوں کی سپین کمیونٹی کے حوالے سے کافی خدمات ہیں، سابق گورنر مونسرات نے صدر سپین پیدرو سانچیت کا پاکستان میں دہشتگردی کے حوالے سے پیغام بھی پڑھ کر سُنایا اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نصاب کو ہسپانوی زبان میں ترجے کے ساتھ شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

☆ سپین میں موجود منہاج القرآن کے کارکنان کیساتھ خصوصی نشست سپین بارسلونا کے معروف ہال، وکٹوریا ہال میں منعقد ہوئی۔ جس میں سپین کے مختلف شہروں اور علاقوں سے کثیر تعداد میں منہاج القرآن کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان اور رفقاء نے شرکت کی۔ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بعد ازاں آپ نے کارکنان کی متعدد تنظیمی امور پر رہنمائی فرمائی۔ اس موقع پر منہاج القرآن سپین کے عہدیداران اور اعلیٰ کارکردگی کے حامل کارکنان میں شیلڈز تقسیم کی گئیں۔

4۔ اٹلی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دورہ یورپ کے دوران 20 جولائی کو اٹلی پہنچے۔ اٹلی میں دیزیو سے بریشیا جاتے ہوئے بیرگامو میں منہاج القرآن کے مقامی عہدیداران و کارکنان نے آپ کا استقبال کیا۔ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفیٰ المدنی اور شیخ احمد مصطفیٰ العربی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اٹلی میں آپ کی مصروفیات کچھ اس طرح ہیں:

ا۔ <u>بیرگامو:</u> بیرگامو شہر میں قیام پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نئے اسلامک سنٹر منہاج القرآن انٹرنیشنل بیرگامو کا افتتاح کیا اور اس عظیم خدمت پر کارکنان و عہدیداران کو مبارکباد دیتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

۲۔ <u>بریشیا:</u> شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بریشیا اٹلی میں انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل بریشیا اٹلی سے تحریک منہاج القران کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، رفقاء اور خواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اس پروگرام میں اٹالین وزراء نے بھی خصوصی شرکت کی۔ حکومتی ارکان میں یوتھ کے حقوق کی کونسلر روبریٹا موریلی، صوبائی سیکرٹری پی ایس آئی لوریزو پالمی، ڈپٹی میئر بریشیا سٹی کولینی گابریلا اور صحت اور فیملی ایسوی ایشن کی کونسلر مارکو فینارولی نے بھی پروگرام میں موجود تھے۔

شیخ الاسلام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خالص نیت انسان کے عمل کو خالص اور مقبول ترین بنا دیتی ہے۔ ہر فعلِ حلال کی نیت میں اللہ کی رضا اور رسول ﷺ کی اتباع کو شامل کرنے سے وہ فعل عبادت بن جائے گا۔ نیت کو جتنا خالص کر لیا جائے عبادت اتنی مقبول ہو جاتی ہے۔ ہر نیک عمل اور فعلِ حلال میں اللہ کی رضا کو نیت کو شامل کر دینا مستحسن عمل ہے۔ نفس کی خواہشات سے بچو، یہ انسان کو برباد کر دیتی ہیں۔

مسلمان وہ شخص ہے، جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان سے بھی دوسرے شخص کو تکلیف نہ پہنچے''۔ القاعدہ وداعش کے لوگ دوسرے انسانوں کو قتل کر کے اپنا فلسفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، لیکن اسلام انسانیت کی حفاظت کا دین ہے۔ اسلام پرامن دین ہے۔ مجاہد وہ بندہ ہے جو اپنے نفس کی بری خواہشات سے جنگ لڑے۔ اپنی خواہشات پر قابو پانے والا حقیقی مجاہد ہے۔ زندگی میں انسانی نفس میں مختلف خواہشات جنم لیتی ہیں، مثلاً لالچ، حسد، تکبر، حرص و ہوس، ان پر قابو پا لینے والا بندہ ہی مجاہد ہے۔

☆ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اطالوی وزراء کو اپنی تصنیف ''دہشتگردی اور فتنہ خوارج'' کا تحفہ دیا۔

علاوہ ازیں منہاج القرآن بریشیا اٹلی اور نوارا کے عہدیداران میں شیلڈ تقسیم کی گئیں۔ شیلڈز اور اسناد حاصل کرنے والوں میں شفقت عظیم چیمہ، حاجی محمد ارشد، صوفی مظہر اقبال، خرم، ناوارا اٹلی کی تنظیم، اعجاز یوسف اعوان اور حاجی خالد شامل ہیں۔

۳۔ اریزو: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دورہ اٹلی میں اریزو میں انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں شیخ الاسلام نے خطاب کیا۔ کانفرنس منہاج القرآن انٹرنیشنل اریزو نے منعقد کی، جس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اریزو پہنچے تو مقامی تنظیم کے عہدیداروں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ کانفرنس کے دوران ایک اٹالین کرسچین نوجوان نے بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ادب کا معنی حسنِ سیرت ہے۔ ہر کسی کے ساتھ معاملہ اور برتاو کا حسن ادب کہلاتا ہے۔ یہ ادب بندے کا اللہ کے ساتھ بھی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھی ہے۔ گویا اللہ، دین، رسول، والدین، اولاد، دوستوں، غیر مسلموں، پڑوسیوں، نیکوں، بدوں ہر ایک کے ساتھ تعلق اور برتاؤ کی نوعیت کو جاننا ادب ہے۔ اصل میں ادب اور خُلق ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ معاشرے میں رہتے ہوئے بندوں سے عفو و درگزر کرو، لوگوں کو بھلائی کی تلقین کرو، اگر کوئی رشتہ توڑے تو تم رشتہ جوڑو، یہی منہاج القرآن کا پیغام ہے، جس کو میں دنیا بھر میں عام کر رہا ہوں۔

۴۔ نووارا: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دورہ یورپ کے دوران اٹلی کے شہر نووارا میں 22 جولائی کو منہاج القرآن اسلامک سنٹر کا افتتاح کیا۔ افتتاحی تقریب میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی بھی موجود تھے۔ اس موقع پر منہاج القرآن اٹلی اور نوارا کے عہدیداروں اور کارکنان نے بھی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

نووارا سنٹر کے افتتاح کے بعد شیخ الاسلام نے کارکنان و وابستگان سے ملاقات کی۔ اس موقع پر تربیتی گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اسلامی تعلیمات انسانیت کی بقاء، فلاح و بہبود اور ارتقا کے سنہری اصولوں پر مبنی ہیں، باہمی حقوق کا احترام اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا فروغ دین اسلام کی اصل روح ہے۔

5۔ آسٹریا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دورۂ یورپ کے دوران اٹلی کے بعد آسٹریا پہنچے۔ ویانا ایئرپورٹ پر منہاج القرآن انٹرنیشنل ویانا کے عہدیداروں اور کارکنان کی بڑی تعداد نے آپ کا شاندار

استقبال کیا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

☆ 24 جولائی کو آسٹریا، ویانا میں انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل آسٹریا، ویانا سے تحریک منہاج القران کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، رفقاء اور خواتین نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تکلیف کو خوشدلی سے قبول کرنا حسنِ خلق ہے۔ حسنِ اخلاق یہ ہے کہ ملال کے بغیر دوسرے کی زیادتی کو قبول کرلیا جائے۔ بوجھل اور تکلیف دہ چیزوں کو مسکراتے چہروں سے برداشت کرنا اور مخلوق کی جفا کو ماتھے پر شکن لائے بغیر قبول کرلینا حسنِ خلق ہے۔ یعنی جفائے خَلق سے نفس متاثر نہ ہو۔

باہمی زندگی میں ہمارے جھگڑے کا آغاز ہی یہاں سے ہوتا ہے کہ فلاں نے میرے ساتھ یہ کیا ہے، لہذا میں اس کو معاف نہیں کرسکتا۔ مخلوق سے اچھا ادب برتنا یہ ہے کہ تو دوسرے کے ساتھ جتنی بھلائی کرے وہ تجھے قلیل نظر آئے اور اگر دوسرا تجھ سے بھلائی کرے اگرچہ وہ رائی کے برابر ہو مگر پھر بھی وہ تجھے پہاڑ کی طرح نظر آئے۔ اگر زاویہ نگاہ یہ ہوجائے تو یہ حسنِ خلق ہے۔

6۔ جرمنی

27 جولائی 2018ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جرمنی پہنچے۔ یہاں آپ نے برلن اور فرینکفرٹ میں کانفرنسز سے خطابات کئے:

ا۔ برلن: جرمنی کے دارالحکومت برلن میں انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری، شیخ احمد مصطفیٰ العربی بھی موجود تھے۔ کانفرنس میں منہاج القرآن برلن سے تحریک منہاج القران کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، رفقاء اور خواتین نے بھی شرکت کی۔

شیخ الاسلام نے انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سخاوت کا عمل انسان کے افعالِ حسنہ اور صفاتِ حمیدہ میں سے ایک انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔ جو اللہ اور رسول ﷺ کو بھی بہت عزیز ہے اور لوگوں میں بھی اس کا حامل شخص قابلِ تعریف گردانا جاتا ہے۔ اس کے بر عکس بخل و کنجوسی اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے نزدیک بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ سخاوت کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتا ہے اور کنجوسی کو بہت ہی ناپسند کرتا ہے۔

معاشروں کا حقیقی تشخص ان کا اخلاقی تشخص ہے۔ یعنی درحقیقت کسی بھی معاشرے کی اصل بنیاد اس کی اخلاقی راہ و روش ہے اور بقیہ تمام چیزیں اسی پر استوار ہوتی ہیں۔ اگر معاشرے میں اخلاق ہوگا تو سماجی انصاف بھی فراہم ہوگا، معاشرے میں ترقی آئے گی اور معاشرہ لوگوں کے لئے دنیا میں ہی جنت بن جائے گا۔

۲۔ فرینکفرٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری برلن سے فرینکفرٹ پہنچے۔ فرینکفرٹ میں منہاج القرآن کے زیر اہتمام 29 جولائی کو "انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی "کے موضوع پر کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری، شیخ احمد مصطفیٰ العربی بھی موجود تھے۔ کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل فرینکفرٹ (جرمنی) سے تحریک منہاج القران کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، رفقاء اور خواتین نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے کہا کہ جو نیکی کی راہ پر چلنا چاہتا ہے اور اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوارنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ عمدہ اخلاق کا دروازہ اپنی طبیعت پر کھولے۔ کنجوسی کی جگہ سخاوت، جھوٹ کی جگہ سچ، جھگڑے کے بجائے عفو و درگزر اور معاف کرنا آجائے۔ اگر دل میں رحمدلی، نرمی، محبت اور وسعت آجائے، تکبر کی بجائے تواضع و انکساری آجائے اور دوسروں کے عیب دیکھنے کی بجائے دوسروں کی خوبیاں دیکھنا آجائے تو آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوگئے۔ اسلام اور ایمان کی اساس اچھے اخلاق پر ہے۔

7۔ ناروے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری UK، یونان، سپین، اٹلی، آسٹریا اور جرمنی کے تنظیمی دورے کے بعد 3 اگست کو ناروے، اوسلو پہنچے۔ ایئرپورٹ پر منہاج القرآن اور پاکستان

عوامی تحریک کے رہنماؤں صدر منہاج القرآن حاجی نثار پرویز، سینئر نائب صدر چوہدری مشتاق احمد برنالی، سینئر نائب صدر دوئم میاں محمد اسلم، فنانس سیکریڑی محمد آصف، اعجاز وڑائچ، نجم الثاقب، فیض عالم، افضل انصاری، زرتاش بشیر، منہاج ویمن لیگ نے بھرپور استقبال کیا۔ شیخ الاسلام نے ناروے وزٹ کے دوران ورکرز کنونشن، تنظیمی و تربیتی نشستوں میں بطور خاص شرکت کی۔

4، اگست کو منہاج القرآن اوسلو کے مرکز پر انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اوسلو کے علماء کے وفد نے خصوصی شرکت کی۔ اس پروگرام میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفی المدنی القادری، شیخ احمد مصطفی العربی بھی موجود تھے۔ کانفرنس میں منہاج القرآن اوسلو سے تحریک منہاج القران کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، رفقاء اور خواتین نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی آمدنی بہت زیادہ ہے، کیا ساری آمدنی انہیں اپنے ہی اوپر خرچ کرنی چاہئے؟ مال خرچ کرنے کا طریقہ مادی اخلاق ہے۔ جو مال انسان کے پاس ہوتا ہے اسے صرف اپنے ہی پاس رکھنا شیطانی طرزِ عمل اور حیوانی طریقہ ہے۔ انسان کے پاس جو کچھ ہے، وہ اس کی اپنی لازمی ضرورتیں پوری ہونے اور اس کی (جائز) خواہشات کی تکمیل کے بعد، ان لوگوں پر خرچ ہونا چاہئے جو اس معاشرے میں رہتے ہیں۔

آج المیہ یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے کو صرف اس وقت تک قبول اور برداشت کریں گے جب تک ان کے مفادات کی مطابقت ہوگی۔ اگر مفادات نہ ہوں تو معاشرہ ایک دوسرے کو ختم کر دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ معاشرے کی ایک قسم جاہلیت کے دور کی ہے۔ دوسری طرف جہاں اخلاقی اصولوں کی حکمرانی ہو، وہ مکمل اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے۔

8۔ سویڈن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دورہ یورپ کے دوران 5، اگست 2018ء کو ناروے سے سویڈن پہنچے۔ سویڈن اسٹاک ہوم میں انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر منہاج القرآن سویڈن کے زیر اہتمام کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ کانفرنس میں سویڈن کے منسٹر نے خصوصی شرکت کی۔ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القران انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفی المدنی القادری اور شیخ احمد مصطفی العربی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ پروگرام میں ڈنمارک سے سید محمود شاہ ایک وفد کے ساتھ شریک ہوئے جبکہ سویڈن سے تحریک منہاج القران کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، رفقاء اور خواتین نے بھی شرکت کی۔

کانفرنس سے شیخ الاسلام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان فقط وہ شخص ہے کہ جس کے ہاتھوں سے لوگوں کی جان محفوظ ہو اور اس کی زبان سے لوگوں کی عزت محفوظ ہو۔ جس کے کردار میں دوسروں کے لئے اچھائی ہے وہ اچھا مسلمان ہے۔ مسلمان ہونا صرف ٹائٹل نہیں بلکہ ایک کردار کا نام ہے۔ اس طرح صرف شکل وصورت پر اسلام کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسلام کا فیصلہ بندے کے عمل، سیرت اور کردار پر کیا جائے گا۔ جس کی شخصیت میں امن، سیرت اور کردار ہوگا تو حقیقی مسلمان وہی ہے۔

آج معاشرہ مجموعی طور پر غفلت کی نیند میں ہے، ہمیں روحانی بیداری کی ضرورت ہے اور وہ بیداری، شعور کی بیداری ہے۔ انفرادی طور پر اپنی شخصیت کو سنوارنے کیلئے اخلاقِ حسنہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور معاشرتی برائیوں کو ختم کرنے کیلئے ملکر جدوجہد کریں، آپس میں نفرتیں ختم کریں، دوسروں کی مدد کریں، بھلائی کے کاموں میں حصہ لیں اور ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہی منہاج القرآن کا پیغام ہے۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا یورپ کا یہ خصوصی دورہ تادمِ تحریر جاری ہے۔ ابھی کوپن ہیگن (ڈنمارک) اور نیدر لینڈ میں تین تین روزہ الہدایہ کیمپس، مالمو اور پیرس (فرانس) میں ہونے والی کانفرنسز اپنی مقررہ تواریخ پر ہونا باقی ہیں۔ ان پروگرامز کی تفصیلات ان شاء اللہ ماہ اکتوبر 2018ء کے شمارہ میں شائع کی جائیں گی۔ مذکورہ جملہ پروگرام کی مزید تفصیلات اور تصاویر کے لیے www.minhaj.org اور فیس بک اور ٹیوٹر پر tahirulqadri پیج ملاحظہ فرمائیں۔

❁❁❁❁❁

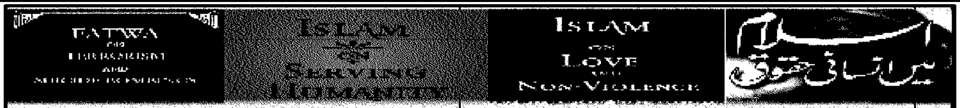

21 ستمبر امن کا عالمی دن

عالمِ انسانیت کا مسئلہ نمبر ایک امن و امان ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اسلام کی عدمِ تشدد کی تعلیمات پر 46 کتب تحریر کیں

دہشتگردی اور فتنہ خوارج کے خلاف مبسوط تاریخی فتویٰ دنیا بھر میں قبولِ عام حاصل کر چکا ہے

فروغِ امن اور انسدادِ دہشتگردی کیلئے اسلامی نصاب اپنی نوعیت کی پہلی علمی، تحقیقی کاوش ہے

محمد فاروق رانا

گزشتہ دو عشروں سے جاری دہشت گردی، قتل و غارت گری، جنگ و جدال، فتنہ و فساد اور خودکش دھماکوں جیسے انسان دشمن، سفاکانہ اور بہیمانہ اِقدامات نے پوری دنیا کو شدید کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ ایک عالمی phenomenon ہے جسے کئی عناصر اپنے خفیہ مقاصد کے لیے اسپانسر کر رہے ہیں۔ یہ عفریت کسی خاص طبقہ، خطہ یا ملک کی بجائے پوری دنیا کے اَمن کو تباہ کر رہا ہے۔ مختلف مسلم ممالک کے علاوہ انگلینڈ، کینیڈا، امریکہ اور کئی مغربی ممالک میں مقیم نوجوان - جنہیں اسلام کے بارے میں فکری واضحیت (conceptual clarity) نہیں ہے - وہ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو جہاد سمجھ کر اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

اِس تناظر میں دوسرا تکلیف دہ مسئلہ یہ ہے کہ دہشت گرد گروہ اپنے مکروہ مقاصد اور مذموم عزائم کو اِسلام کے تصورِ جہاد سے منتھی کرتے ہیں۔ وہ اِسی اِنتہا پسندانہ اور دہشت گردانہ سوچ کے ساتھ شریعتِ اِسلامیہ کے نفاذ کی بات کرتے ہیں، اِعلاے کلمۃ اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں، خلافتِ اِسلامیہ کی بحالی اپنا مطمعِ نظر گردانتے ہیں اور اِسلامی اِصطلاحات وفقہی تصورات کے ذریعے اپنے عمل کی بنیاد بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، اَحادیثِ نبویہ اور فقہی عبارات کو سیاق وسباق سے کاٹ کر اِسلامی مصادر اور حقیقی تعلیمات سے ناآشنا سادہ لوح مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کو نہ صرف متأثر بلکہ گمراہ کرتے ہیں۔

دہشت گردی کسی ایک ملک کا نہیں بلکہ ایک عالم گیر مسئلہ ہے۔ امریکہ میں 9/11 ہو یا برطانیہ میں 7/7، ممبئی میں تاج محل کا واقعہ ہو یا فرانس میں چارلی ہیبڈو حملے، کینیا کی یونی ورسٹی میں طلبا کا قتلِ عام ہو یا عراق، شام، لیبیا اور یمن میں دہشت گرد تنظیموں کی سفاکی؛ افغانستان میں دو دہائیوں سے جاری جنگ ہو یا پاکستان کے بازاروں، مساجد، امام بارگاہوں، فوجی مقامات و تنصیبات اور اسکولوں پر حملے، دنیا بھر میں ان تمام کارروائیوں میں ملوث جملہ تحریکوں اور تنظیموں میں ایک بات مشترک ہے کہ وہ اپنی کارروائیاں جہاد سمجھ کر سر انجام دیتے ہیں اور اسلامی تصورات و نظریات کی خود ساختہ تشریح وتعبیر میں اِن کا جواز گردانتے ہیں۔

یہاں تک کہ اب تو عراق اور شام میں دہشت گردی کو منظم صورت دے کر اسے 'اسلامک اسٹیٹ (Islamic State)'، دولة الخلافة الإسلامية، داعش، ISIS اور الدولة الإسلامية في العراق والشام جیسے نام اور عنوانات دے دیے گئے ہیں۔ اس دہشت گرد گروہ کے سربراہ کو 'خلیفہ' یا 'امیر المومنین' کا لقب دے دیا گیا ہے اور اس دہشت گردی سے وفاداری کا نام 'بیعت' رکھ دیا گیا ہے۔ اب کوئی بھی شخص دنیا کے کسی خطے میں گھر بیٹھے اس دہشت گردی سے وفاداری (بیعت) کا عزم کر کے (معاذ اللہ، استغفر اللہ) دنیا بھر میں جہاں چاہے قتل و غارت گری اور خودکش بم باری کا آغاز کرسکتا ہے؛ اس کا غیر متحارب انسانوں کو، چاہے مسلمان ہوں غیر مسلم، سب کو موت کے گھاٹ اتارنا 'جہاد' کہلائے گا۔ ان کے نزدیک ساری دنیا 'دار الکفر' اور 'دار الحرب' میں بدل چکی ہے، سوائے اُن خطوں کے جہاں ISIS یا کسی

دوسرے نام سے دہشت گرد گروہوں کا قبضہ اور تصرف ہے، فقط وہی علاقہ 'دار الاسلام' ہے۔ اِس گمراہ کن اور ہلاکت انگیز ذہنیت نے پوری اِنسانیت کو بالعموم اور اُمتِ مسلمہ کو بالخصوص ایک عجیب اذیت ناک صورت حال سے دوچار کردیا ہے۔

اِس تناظر میں حالات اِس اَمر کے متقاضی ہیں کہ اِسلامی تعلیمات اور آفاقی صداقتوں کی روشنی میں دہشت گردی کی فکر اور اِنتہا پسندانہ نظریات کے خلاف بین الاقوامی سطح پر ہر طبقہ کو ذہنی و فکری طور پر تیار کیا جائے۔ معاشرے سے اِنتہا پسندی کے خاتمے کے لیے عملی اِقدامات کیے جائیں تاکہ دہشت گردوں کے فکری و نظریاتی سرچشموں کا بھی ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے۔ مزید برآں اِنتہا پسندانہ اَفکار ونظریات کے خلاف مدلّل مواد ہر طبقۂ زندگی کو اُس کی ضروریات کے مطابق فراہم کردیا جائے تاکہ معاشرے سے اس تنگ نظری و اِنتہا پسندی کا بھی خاتمہ ہوسکے جہاں سے اِس دہشت گردی کو فکری ونظریاتی غذا حاصل ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں سے اِنتہا پسندی، تنگ نظری، فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خلاف علمی وفکری میدانوں میں بھرپور جد و جہد کی ہے۔ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ناقابلِ تردید دلائل و براہین پر مشتمل آپ کا تاریخی فتویٰ 2010ء سے کتابی شکل میں دست یاب ہے اور دنیا بھر میں قبولِ عام حاصل کر چکا ہے جسے دنیا بھر کے محققین نے سراہا ہے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے تحقیقی ادارے مجمع البحوث الاسلامیۃ (قاہرہ، مصر) نے بھی اس کے مشتملات کی تائید کی ہے اور اس پر مفصل تقریظ لکھی ہے۔ آپ کا یہ تاریخی فتویٰ اِس وقت تک اردو، عربی، انگریزی، ناروجن، فرانسیسی، ہندی، سندھی اور انڈونیشین زبانوں میں چھپ چکا ہے، جب کہ ڈینش، ہسپانوی، ملایالم، فارسی اور ترکی زبانوں میں بھی جلد شائع ہوگا۔

اِنتہا پسندانہ تصورات ونظریات کے خلاف اور اِسلام کی محبت و رحمت، اَمن و رواداری اور عدمِ تشدد کی تعلیمات پر مبنی حضرت شیخ الاسلام کی 46 کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے:

☆اُردو کتب: 24 عدد ☆انگلش کتب: 19 عدد

☆ عربی کتب: 3 عدد

(ان کتب کی مکمل تفصیل آخر میں پیش کی گئی ہے۔)

ضرورت اِس اَمر کی تھی کہ اِس علمی ذخیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک قدم اور آگے بڑھا جائے اور مختلف طبقاتِ زندگی کے لیے مختلف دورانیے کے کورسز تیار کیے جائیں تاکہ ان کورسز کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد کو عملی طور پر اتنا تیار اور پختہ کر دیا جائے کہ وہ کسی بھی سطح پر اِنتہا پسندانہ نظریات وتصورات سے نہ صرف خود محفوظ رہیں بلکہ اپنے حلقات میں اِسلام کے اَمن ومحبت اور برداشت پر مبنی اَفکار وکردار کو بھی عام کرسکیں۔

اِس وقت عالم انسانیت کا سب سے اہم مسئلہ اَمن و اَمان کی بحالی ہے۔ اس اہم اور فوری مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوئی ادارہ، ریاست یا یونی ورسٹی آگے نہیں بڑھی کہ قیامِ اَمن اور اِنسداد دہشت گردی و اِنتہا پسندی کو ایک science، subject اور curriculum کے طور پر متعارف کروایا جائے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس فوری اور ناگزیر ضرورت کا بروقت اِدراک کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ تحریک منہاج القرآن اپنی تعمیری اور فکری روایات کے مطابق اس ذمہ داری کو بھی پورا کرے۔ اِس مقصد کے حصول کے لیے اُنہوں نے براہِ راست اپنی نگرانی اور ہدایات کی روشنی میں تحریک منہاج القرآن کے تحقیقی ادارے 'فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (FMRi)' کے محققین سے 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism)' مرتب کروایا ہے جو پانچ مختلف طبقات کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے یہ نصاب اَمن نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ پوری دنیا کے لیے یہ ایک عدیم النظیر اور فقید المثال تحفہ ہے۔ اِن شاء اللہ یہ نصابات بحالیِ اَمن کے سلسلے میں مختلف طبقاتِ معاشرہ کی فکری و نظریاتی تربیت کے سلسلے میں ایک سنگِ میل ثابت ہوں گے۔

پانچ مختلف طبقات کے لیے تیار کردہ نصاب کی تفصیل یہ ہے:

ا۔ ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کیلئے

یہ نصاب ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں

کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے حوالے سے نہ صرف اُن کی علمی وفکری اور نظریاتی و اِعتقادی تربیت کی جائے بلکہ اُنہیں عملی طور پر دہشت گردوں کے خلاف برسرِ پیکار ہونے کا کامل تیقن بھی دیا جائے۔

۲۔ اساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے

یہ نصاب اَساتذہ کرام، پروفیسرز، ججز صاحبان، وکلاء، میڈیا پرسنز اور دیگر جملہ دانش ور طبقات کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ وہ دہشت گردوں کے فکری سرپرستوں کے غلط دلائل کا ردّ کرتے ہوئے نوجوان نسل اور اَفرادِ قوم کو اَمن پسندی کی تعلیم دے سکیں۔

۳۔ ائمہ و خطباء اور علماء کرام کے لیے

یہ نصاب اَئمہ، خطباء اور علماء کرام کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ اِس کا مقصد انتہا پسندی و دہشت گردی کے حوالے سے اُنہیں قرآن و حدیث اور دیگر مستند و معتبر کتب سے مواد فراہم کرنا ہے تاکہ اَئمہ و خطباء اور علماء کرام درس و تدریس اور خطابات و مواعظ کے لیے مصادرِ اِسلامی سے ضروری رہنمائی حاصل کرسکیں۔

۴۔ طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کے لیے

یہ نصاب کالجز، یونی ورسٹیز اور دیگر تعلیمی اِداروں کے طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ وہ انتہا پسندانہ فکر سے متاثر ہونے کی بجائے اِسلام کے تصورِ اَمن و اِعتدال سے رُوشناس ہوکر معاشرے کے ذِمہ دار اور کارآمد اَفراد بن سکیں۔

۵۔ سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے

یہ نصاب سول سوسائٹی کے تمام طبقات کے لیے مرتب کیا گیا ہے چاہے اُن کا تعلق کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے ہو۔ یہ عوام الناس میں محبتِ اِنسانیت، عدمِ تشدد اور معاشرے میں اِسلام کے تصورِ اَمن و سلامتی کے کلچر کو فروغ دینے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بقیہ چار نصابات کے برعکس یہ صرف نصاب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل درسی کتاب ہے جس میں نصاب کی تمام تفصیلات مع مشتملات شامل کر دی گئی ہیں۔

اِن نصابات کی تیاری میں خاص طریقہ کار اپنایا گیا ہے تاکہ مواد زیادہ اور ضخامت کم سے کم ہو۔ جلی سرخیوں (main headings) کے ذیل میں 'کتب/حوالہ جات برائے تدریس و مطالعہ' کی چھوٹی سرخی کے بعد قرآن و حدیث اور دیگر مصادر و مراجع کے مفصل حوالہ جات دے دیے گئے ہیں جن میں مذکورہ مضمون سے متعلقہ مواد موجود ہے۔ تمام حوالہ جات کی تفصیلات کی صورت میں نصاب کی ضخامت بہت زیادہ بڑھ جانے کا خدشہ تھا۔ البتہ چند ضروری مقامات پر توضیحی عبارات شامل کردی گئی ہیں۔

اِسی طرح 'کتب/حوالہ جات برائے تدریس و مطالعہ' کے آخر میں بنیادی مصادر و مراجع کے بعد ساتھ ہی ساتھ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب کے حوالہ جات بھی دے دیے گئے ہیں جن میں مذکورہ حوالہ جاتی کتب کی عبارات و اِقتباسات مع ترجمہ و توضیح موجود ہیں۔ نصاب سے بھرپور اِستفادہ کے لیے حضرت شیخ الاسلام کی اِن کتب کی طرف مراجعت ناگزیر ہے۔

اِن نصابات کے معلمین و اساتذہ کی سہولت کے لیے نصاب کے آخر میں شیخ الاسلام کی تمام متعلقہ کتب اور اُردو و انگریزی خطابات کی فہرست بھی درج کر دی گئی ہے۔ اِسی طرح نصاب میں درج شدہ مصادر و مراجع کی طباعتی تفصیلات بھی بالکل آخر میں الگ سے شامل کر دی گئی ہیں تاکہ متعلقہ کتاب سے اِستفادہ کرنے میں آسانی رہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات اور رہنمائی میں مرتب کردہ 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب' نہایت جامع ہے۔ اگر مقتدر طبقات معتدل فکر کو پروان چڑھانے کے لیے اِس اِسلامی نصاب سے کما حقہٗ اِستفادہ کریں اور مذکورہ طبقات کے لیے اِس کے کورسز کا بھرپور اہتمام کریں تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کامل یقین ہے کہ معاشرے اور دنیا سے اِنتہا پسندی و تنگ نظری کے عفریت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگا، اِنتہا پسندوں کی صورت میں دہشت گردوں کو ملنے والی نرسری کی نشو و نما ممکن نہ رہے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری دنیا صحیح اِسلامی تعلیمات کے مطابق اَمن و سلامتی، تحمل و برداشت، اِعتدال و میانہ روی، رواداری اور ہم آہنگی کا گہوارہ بن سکے گی۔

اُردو کتب

فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کے اِسلامی نصاب کی اُردو کتب درج ذیل ہیں:

☆ فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب درج ذیل پانچ طبقات کے لیے علیحدہ علیحدہ مرتب کیا گیا ہے:

1. ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے
2. اَئمہ، خطباء اور علماء کرام کے لیے
3. اَساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے
4. طلبہ و طالبات کے لیے
5. سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے
6. دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)
7. اِسلام دینِ اَمن و رحمت ہے
8. مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات
9. اِسلام اور اَہلِ کتاب (تعلیماتِ قرآن و سُنّت اور تصریحاتِ اَئمہ دین) 10. الجہاد الاکبر
11. اِسلام میں محبت اور عدمِ تشدّد 13. خونِ مسلم کی حرمت
12. اِسلام: دینِ اَمن یا دینِ فساد؟
14. اِسلامی ریاست میں غیر مسلم کے جان و مال کا تحفظ
15. فتنۂ خوارج ﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾
16. اِسلام اور خدمتِ اِنسانیت
17. رحمتِ اِلٰہی پر اِیمان اَفروز آیات و اَحادیث
18. جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت
19. اَربعین: رحمتِ مصطفیٰ ﷺ
20. اِسلام میں اِنسانی حقوق
21. اَلْإِنْتِبَاهُ لِلْخَوَارِجِ وَالْحَرُوْرَاءِ
22. لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا قرآنی فلسفہ
23. تحریک منہاج القرآن کا تصورِ دین
24. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

English Books

☆ Following is the list of books of Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism:

25.For Clerics, Imams and Teachers
26. For Young People and Students
27. Further Essential Reading
28. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings
29. Islam on Mercy and Compassion
30. Muhammad ﷺ: The Merciful
31. Muhammad ﷺ: The Peacemaker 32. Relations of Muslims and non-Muslims
33. Islam on Serving Humanity
34. Islam on Love & non-Violence
35. The Supreme Jihad
36. Islamic Means of Peace [underprint]
37. Peace, Integration and Human Rights
38. Islamic Spirituality & Modern Science (The Scientific Bases of Sufism)
39. ISIS Exposed through Prophetic Traditions [underprint]
40. ISLAM: The Religion of Peace or Terror?
41. Teachings of Islam Series: Peace and Submission
42. Teachings of Islam Series: Faith
43. Teachings of Islam Series: Spiritual & Moral Excellence

عربی کتب

الكتب العربية للمنهج الإسلامي لتعزير السلام ومكافحة الإرهاب كالآتية:

44. الإرهاب وفتنة الخوارج (فتوى)
45. المنهج الإسلامي لتعزير السلام ومكافحة الإرهاب: للأئمة والعلماء والأساتذة الكرام
46. المنهج الإسلامي لتعزير السلام ومكافحة الإرهاب: للشباب والطلبة ❁❁❁❁

فضائلِ اہلِ بیتِ اطہار (علیہم السلام)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی معرکہ آراء تصانیف کا تعارف

محمد فاروق رانا

گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی کی اُردو، انگریزی اور عربی زبانوں میں تقریباً 550 کتب زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ دنیا کی دیگر زبانوں میں ان کے تراجم بھی ہو رہے ہیں۔ اگرچہ پرنٹنگ پریس وغیرہ کو شروع ہوئے بھی دو تین صدیاں بیت چکی ہیں، لیکن تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی کی زندگی میں ہی اس کی پانچ سو سے زائد کتب طبع ہوئی ہوں۔ یہ شیخ الاسلام کی ایک منفرد تجدیدی خدمت ہے۔

علوم القرآن ہوں یا علوم الحدیث؛ اِیمانیات اور عبادات ہوں یا اِعتقادیات (اُصول و فروع)؛ سیرت و فضائلِ نبوی ہوں یا ختم نبوت اور تقابلِ اَدیان؛ فقہیات ہو یا اَخلاق و تصوف؛ اَوراد و وظائف؛ اِقتصادیات و سیاسیات ہو یا فکریات؛ دستوریات ہو یا قانونیات؛ شخصیات ہوں یا سوانح؛ سائنس ہو یا حقوقِ اِنسانی، عصریّات ہو یا اَمن و محبت اور ردّ تشدد و اِرہاب یا سلسلۂ تعلیماتِ اِسلام؛ الغرض حضرت شیخ الاسلام نے ہر موضوع پر نادر کتب تالیف کی ہیں۔

ماہِ محرم الحرام کی مناسبت سے ذیل میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اُن کتب کا تعارف پیش کیا جارہا ہے جو انہوں نے 'فضائل و مناقبِ اَہل بیتِ اَطہار (علیہم السلام)' پر تالیف کی ہیں۔ بحمدہٖ تعالیٰ ان کتب کا کل عدد 31 ہے جو کہ شیخ الاسلام کا اَہل بیتِ اَطہار (علیہم السلام) کی بارگاہ میں پرخلوص نذرانہ ہے۔

1. اَہلِ بیتِ اطہار (علیہم السلام) کے فضائل و مناقب

یہ کتاب اَلْاِجَابَۃ فِی مَنَاقِبِ الْقَرَابَۃ (رضی اللہ عنہم) اَہلِ بیتِ اَطہار (علیہم السلام) کے فضائل و مناقب پر مستند اَحادیث کا مجموعہ ہے جو اَہلِ بیتِ اَطہار (علیہم السلام) کے نفوسِ قدسیہ کے متعلق اَخیارِ اُمت اور اکابر اَسلاف کے عقیدۂ صحیحہ کی ترجمانی ہے۔ یہ فرقہ وارانہ رُجحانات کے تدارک کے لیے اِنتہائی مؤثر کتاب ہے جو عربی متون مع اعراب، ترجمہ اور تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

2. قَرَابَةُ النَّبِيّ ﷺ

اس کتاب میں مستند دلائل و براہین کی روشنی میں جامع انداز کے ساتھ رسولِ مکرم ﷺ کے اَہلِ بیتِ اَطہار (علیہم السلام) اور قرابت داران کی طہارت و پاکیزگی اور ان کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس تصنیف میں عظمتِ اَہلِ بیت اَطہار (علیہم السلام) بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور اَئمہ سلف صالحین کی اَہلِ بیت اَطہار (علیہم السلام) سے حد درجہ محبت اور وارفتگی کی کیفیات بھی اِحاطۂ تحریر میں لائی گئی ہیں۔

3. سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) کے فضائل و مناقب

اس کتاب میں حوالہ جات و تخریج کے ساتھ 187 منتخب احادیث مبارکہ میں مع اُردو ترجمہ سیدنا علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے فضائل و مناقب (كَنْزُ الْمَطَالِبِ فِي مَنَاقِبِ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِب (رضی اللہ عنہ)) کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی جلیل القدر

عظمت وشان کا کوئی گوشہ مخفی نہیں رہا۔

4. بابِ مدینہ علم علیہ السلام

اِس کتاب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فقط اِس ایک حدیث مبارکہ أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے) کی مختلف اسانید وطُرق، رُواۃ اور صحت پر تفصیلی بحث کی ہے، جن سے سیدنا علی علیہ السلام کی وُسعتِ علمی اور حکمت ومعرفت کے بحرِ بیکراں کا ادراک ہوتا ہے۔

5. اَلْإِنْتِقَا مِنْ طُرُقِ الْحَدِيْثِ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى علیہ السلام

اِس کتاب میں صرف اِس ایک حدیث مبارکہ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى علیہ السلام (تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے) کی 128 مختلف اسانید اور طُرق مع اُردو ترجمہ درج کی گئی ہیں، جن سے اِس حدیث کی شہرت وقبولیت پر روشنی پڑتی ہے۔

6. ’فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے‘

’فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے‘ فَرْحَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي طُرُقِ الْحَدِيْثِ ﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ﴾ کے مبارک عنوان والی یہ تالیف مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمہ الزاہرہ سلام اللہ علیہا کی بارگاہِ مقدسہ میں ایک عاجزانہ نذرانہ ہے۔ اس تالیف میں درج بالا حدیثِ مبارک کو 63 مختلف طُرق سے بیان کیا گیا ہے۔

7. ’فاطمہ میری جان کا حصہ ہے‘

’فاطمہ میری جان کا حصہ ہے‘ ﴿اَلرُّطَبُ الْجَنِيّ فِي طُرُقِ الْحَدِيْثِ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي﴾ نامی اس کتاب میں مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے بارے میں سرورِ کائنات ﷺ کے فرمان ﴿فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي﴾ کو مختلف طرق کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

8. ’حسن اور حسین تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں‘

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ نئی تالیف آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّة (حسن اور حسین تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں) کے حوالے سے ہے۔ اس تالیف میں رسولِ مکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارک کو 101 مختلف طرق کے ساتھ سے مرتب کیا گیا ہے۔

9. حدیث ردّ شمس کا تحقیقی جائزہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدّ ظلّہ العالی نے اِس کتاب میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے سورج کے پلٹائے جانے کے واقعہ پر انتہائی شرح وبسط کے ساتھ تحقیق بیان کی ہے اور اس موضوع پر کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اس کتاب کی ابتداء میں ردِ شمس کے حوالے سے وارِد ہونے والی مختلف روایات مفصل تحقیق وتخریج کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔ اِس کے بعد محدثین کرام کے ہاں حدیثِ ردشمس کے مقام ومرتبہ کا بیان بالتفصیل کیا ہے۔ نیز اِس حدیث کی اُنیس (19) اَسانید پر مفصل تحقیق درج کرتے ہوئے اس حدیث کی استنادی حیثیت کو واضح کیا ہے۔

10. حدیثِ ولایتِ علی رضی اللہ عنہ کا تحقیقی جائزہ

بعض لوگ اِس حدیث مبارکہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے) کی ثقاہت اور سند پر اِعتراضات وارد کرتے ہوئے اور اسے ضعیف یا موضوع ثابت کرنے کی سعیِ لاحاصل کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے اِس کتاب میں یہ حدیث مبارک اُردو ترجمہ کے ساتھ 153 مختلف اسانید وطُرق سے بیان کی ہے اور ان کے رُواۃ اور صحت پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ 153 طُرق میں سے اکثر صحیح یا حسن ہیں۔

11. اَلسَّيْفُ الْجَلِي عَلٰى مُنْكِرِ وِلَايَةِ عَلِيٍّ علیہ السلام

اس کتاب میں سیدنا علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولایت و نیابت کا اعلانِ غدیر جو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر کثیر جماعتِ صحابہ میں کیا، صرف ایک حدیث مبارک 52 مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے۔ خلافتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ولایت سیدنا علی علیہ السلام کے بلافصل ہونے پر نادر مقدمہ بھی کتاب کی آب وتاب میں اضافہ کا باعث ہے۔

12. اَلدُّرَّةُ الْبَيْضَاء فِي مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاء ﷺ

اس تالیف میں سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے فضائل و مناقب کو چالیس فصلوں میں بیان کیا گیا ہے۔

13. مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ فِي مَنَاقِبِ الْحَسَنَيْنِ ﷺ

نوجوانانِ جنت کے سردار حسنین کریمین ﷺ کے فضائل و مناقب پر مشتمل چالیس فصلوں میں 135 احادیث مبارکہ کا مجموعہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ ان شہزادگانِ اہل بیت سے کس قدر محبت فرماتے تھے۔

14. ذِکرِ شہادتِ امام حسینؑ (احادیثِ نبوی کی روشنی میں)

ذِکْرُ مَشْهَدِ الْحُسَيْنِ ﷺ مِنْ أَحَادِيْثِ جَدِّ الْحُسَيْنِ ﷺ کے عنوان سے اس منفرد کاوش میں سید الشہداء سیدنا امام حسین ﷺ کی مظلومانہ شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس دردناک موضوع سے متعلق احادیث مبارکہ اور آثار کو ائمہ و محدثین کی تعلیقات و تصریحات اور واقعاتی ترتیب کے ساتھ منظّم کیا گیا ہے۔ اس پر مستزاد سبطِ رسول ﷺ کی شہادت کا پس منظر اور ان کی اوائل عمری ہی میں شہادت کی پیشین گوئیاں بھی درج کی گئی ہیں۔ کتاب میں شہادتِ امام حسین ﷺ کے بعد رونما ہونے والے واقعات کو ترتیب کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ اس تاریخی کتاب میں موضوع سے متعلقہ 122 روایات درج کی گئی ہیں، جب کہ ائمہ و محدثین کی تصریحات و توضیحات اس کے علاوہ ہیں۔

15. اَلْقَوْلُ الْمُعْتَبَر فِي الْإِمَامِ الْمُنْتَظَر ﷺ

امام مہدی ﷺ کی آمد کی علامات، اُن کے ظہور کا مقام، وقتِ آمد اور ان کی فتح و غلبہ کی برکات کی تفصیلات اس محققہ کتاب میں درج ہیں۔ علاوہ ازیں ولایتِ امام مہدی پر نادر مقدمہ بھی کتاب کی زینت ہے۔

16. فَضَائِلُ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَيْنِ ﷺ مَا رَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي الصَّحِيْحَيْنِ

اِس اَربعین میں سیدنا علی، سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء، امام حسن مجتبیٰ اور امام حسین ﷺ کے فضائل و مناقب کو صرف 'صحیح بخاری' اور 'صحیح مسلم' کی احادیث کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ بنیادی احادیث تو 41 ہیں لیکن کُل 51 احادیث مختلف موضوعات کے تحت اِس نادِر کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔

17. اَربعین: دُرَرُ الْعِقْدَيْنِ فِي بَيَانِ حَدِيْثِ الثَّقَلَيْنِ

حضور نبی اکرم ﷺ کی بے شمار احادیث جن میں اَہلِ بیتِ اَطہار ﷺ کی فضیلت وعظمت اور شان وشوکت بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک 'حدیثِ ثقلین' ہے۔ شیخ الاسلام نے اس اربعین میں اس ایمان افروز حدیثِ مبارک کو اِکتالیس (41) مختلف طرق سے بیان کیا ہے۔

18. حُسْنُ الْمَآب فِي ذِكْرِ أَبِي تُرَاب ﷺ

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل ومناقب پر اکتالیس مستند احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں مولائے کائنات ﷺ کے فضائل و مناقب کو مختصراً جمع کر دیا گیا ہے۔

19. هَدْيُ الثَّقَلَيْنِ فِي حُبِّ الْحَسَنَيْنِ ﷺ

یہ کتاب اکتالیس احادیث کا مجموعہ ہے، جس میں شیخ الاسلام نے حسنین کریمین سے محبت کو ایمان کا حصہ قرار دینے والی احادیث کو جمع کیا ہے۔

20. مناجاتِ امام زین العابدین ﷺ

اس کتاب میں سیدنا زین العابدین ﷺ کی درج ذیل مناجات کو یکجا کیا گیا ہے:

☆مناجاتُ التائبین ☆مناجاتُ المتعوذین

☆مناجاتُ الذاکرین ☆مناجاتُ الراغبین

21. شہادتِ امام حسین ﷺ (فلسفہ وتعلیمات)

اس کتاب میں درج ذیل موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے:

☆ سیدنا امام حسین ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کا پسِ منظر و پیش منظر

☆ شیعہ سنی اختلافات میں اعتدال وتوازن کا راستہ

☆ حدیثِ کربلا، حریتِ فکر، نفاذِ عدل اور بنیادی انسانی حقوق

کی بحالی کی تحریک

☆ خونِ حسین علیہ السلام کا قرض چکانے کی ایک ہی صورت ہے کہ شعورِ کربلا کو ہر سطح پر زندہ رکھا جائے۔

22. ذبحِ عظیم (ذبحِ اسماعیل علیہ السلام سے ذبحِ حسین علیہ السلام تک)

اس کتاب میں شعورِ کربلا، پیغامِ کربلا کو واضح کرتے ہوئے ذبحِ اسماعیل علیہ السلام سے ذبحِ حسین علیہ السلام تک کی داستانِ حریت و ایثار کو بیان کیا گیا ہے۔

23. حبِ علی رضی اللہ عنہ

24. سیرتِ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

25. سیرت سیدۂ عالم فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

26. شہادتِ امام حسین علیہ السلام (حقائق و واقعات)

27. شہادتِ امام حسین علیہ السلام: ایک پیغام

28. شہادتِ امام حسین علیہ السلام اور محبتِ امام حسین علیہ السلام

29. The Ghadir Declaration

30. Fatima رضی اللہ عنہا: The Great Daughter of Prophet Muhammad ﷺ

31. The Awaited Imam

❁❁❁❁❁

ڈائریکٹوریٹ آف ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کے زیر اہتمام ایوارڈ تقریب

تحریک منہاج القرآن کے منصوبہ جات کی تکمیل اور جاری Activities کیلئے وسائل اور ضروریات کا انتظام و انصرام کرنے کی غرض سے مرکز پر محترم حاجی امین القادری اور محترم چودھری عبدالجلیل انجم کی سر براہی میں ڈائریکٹوریٹ آف ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ (Directorate of Resources and Development) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس شعبہ نے درج ذیل طریقے سے تحریک منہاج القرآن کی جاری Activities کو افراد کے درمیان تقسیم کیا ہے جو اپنے حالات اور وسائل کے مطابق تحریک کی ماہانہ اور سالانہ مالی معاونت کرتے ہیں:

1. میلاد کونسل: عالمی میلاد کانفرنس کے اخراجات میں Contribution کیلئے میلاد کونسل بنائی گئی ہے۔

2. اعتکاف کونسل: ماہِ رمضان المبارک میں ٹاؤن شپ میں شہرِ اعتکاف کا انعقاد ہوتا ہے اس کے اضافی اخراجات کو پورا کرنے کیلئے اعتکاف کونسل بنائی گئی ہے۔

3. اجتماعی شادیاں: مرکز پر منعقد ہونے والی اجتماعی شادیوں کی تقریب میں بچیوں کے جہیز کیلئے افراد سالانہ بنیادوں پر تعاون کرتے ہیں۔

4. کالج آف شریعہ اور منہاج کالج برائے خواتین: ذہین اور مستحق طلبہ و طالبات کی ماہانہ سپورٹ کیلئے ویلفیئر بورڈ بنایا گیا ہے۔

5. آغوش (Orphan Care Home): آغوش کے یتیم اور ضرورت مند بچوں کی کفالت کیلئے آغوش کونسل بنائی گئی ہے۔ جو یتیم اور ضرورت مند بچوں کی کفالت کیلئے ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر مالی معاونت کرتی ہے۔

گذشتہ ماہ تحریک منہاج القرآن کی مذکورہ اور ہنگامی Activities بالخصوص گوشہ درود کے انتظام و انصرام میں معاونت کرنے والے افراد کے اعزاز میں مرکز پر تقریب منعقد کی گئی جس میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن) اور محترم خرم نواز گنڈاپور (ناظمِ اعلیٰ تحریک منہاج القرآن) نے شرکت کی اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے دستِ مبارک سے تمام افرد کو ایوارڈز سے نوازا گیا۔

برائے رابطہ و مزید معلومات: 0321-4111213, 0311-8222222

ڈائریکٹوریٹ آف ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کے زیر اہتمام ایوارڈز تقریب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN SEP-2018
LAHORE
Regd CPL No.41

ڈائریکٹوریٹ آف ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کے زیر اہتمام ایوارڈز تقریب